حق
لا یرحمہ اللہ من لا یرحم الناس
(حدیث شریف)
حق
حق
ترجمہ
جو بندوں پر رحم نہیں کرتا اس پر خدا بھی رحم نہیں کرتا
زِیر
میں
زَبر
پیُش
مناظرہ
اور
واردات اسلامیہ
مصنف ومؤلف
صوفی سعید مظہر اشرفی قادری چشتی صابری
منجانب خانقاہ مجتبیہ اشرفیہ شمبھوپٹی ویشالی بہار الھند

حق حق حق

لا یرحمه الله من لا یرحم الناس۔ حدیث شریف

ترجمہ:۔ جو بندوں پر رحم نہیں کرتا اس پر خدا بھی رحم نہیں کرتا

زَبر زِیر پیشُ

میں

مناظرہ

اور

واردات اسلامیہ

مصنف ومؤلف

صوفی سعید مظہر اشرفی قادری چشتی صابری

منجانب خانقاہ مجتبیہ اشرفیہ شمبھو پٹی ویشالی بہار الھند
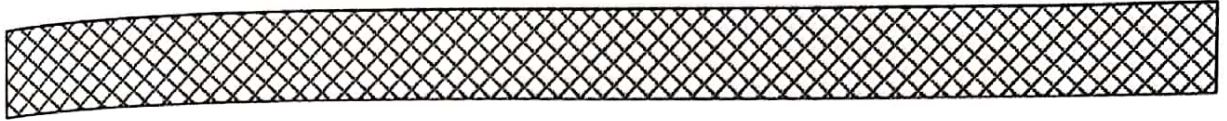
کرو مہربانی تم اہل زمیں پر
خدا مہرباں ہوگا عرش بریں پر

(خواجہ الطاف حسین حالی)

ایک آن میں مٹ جائینگی کثرت نمائیاں
گر آئینے کے سامنے ہم جا کے ہو کریں

تردامنی پہ شیخ ہماری نہ جایئے
دامن نچوڑ دوں تو فرشتے وضو کریں

(خواجہ میر درد)

فہرست عنوان

۱	بارگاہ رب العزت میں التجا نظم	4
۲	نعت شریف التجا	6
۳	نعت ومنقبت	7
۴	حرف دل مصنف	8
۵	حضورﷺ کا خاندانی شجرہ	10
۶	زبر زیر پیش میں مناظرہ آلِ مصطفیٰ ہی قرآن ہے	11
۷	حضورﷺ کا مذہب دین حسینی ہے	15
۸	ایک صحابی	17
۹	حضورﷺ کا مسجد نبوی سے منافقوں کا نکالنا	22
۱۰	قرآن مقدس	24
۱۱	معلم کائنات	27
۱۲	رب ھبلی امتی	29
۱۳	قلوب المومنین عرس اللہ تعالیٰ	31
۱۴	وماارسلناک الا رحمت العالمین	34
۱۵	من زار قبری وجبت لہ شفاعتی	36

۱۶	واردات اسلامیہ فتح خیبر کے بعد حضور ﷺ	38
۱۷	حضرت عمر رضی اللہ عنہ	40
۱۸	حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ	41
۱۹	حضرت علی کرم اللہ وجہ الکریم علیہ السلام	42
۲۰	حضرت امام حسن علیہ السلام	43
۲۱	حضرت امام حسین علیہ السلام	45
۲۲	حضرت زین العابدین بن امام حسین	48
۲۳	حضرت امام محمد باقر بن زین العابدین	49
۲۴	حضرت امام ابوعبداللہ جعفر بن محمد صادق	50
۲۵	حضرت امام موسیٰ بن جعفر کاظم	51
۲۶	حضرت امام جعفر محمد بن علی رضا	52
۲۷	حضرت امام ابوالحسن علی نقی ابن محمد نقی	53
۲۸	حضرت امام ابومحمد حسین بن علی	55
۲۹	حضرت خواجہ کمیل بن زیاد	57
۳۰	قال علیہ السلام ان فی الھند	58
۳۱	یادتوحید نظم	59

جملہ حقوق بحق مصنف محفوظ

نام کتاب زبرزیرپیش میں مناظرہ اورواردات اسلامیہ

مصنف صوفی سعید مظہر اشرفی چشتی صابری غفرلہ

اشاعت اول

تعداد ۱۰۰۰

صفحات ۶۱

۱۰۰۰۰۰ الحب ☆ قیمت 00000۔الحب

۱۹رمئی ۲۰۲۵ء مطابق ۲۱ ذیقعدہ ۱۴۴۶ھ عرس مقدس حضور اشرف الاولیا، کچھوچھہ شریف بمقام شمبھوپٹی

ناشر افتتاح اشرفی بیت المال مشن، شمبھوپٹی عرف شمیم پٹی، ویشالی بہار الھند

ملنے کا پتہ۔

۱۔ جناب خالق میاں صاحب، کلیر شریف 8791310508

۲۔ اشرفی ٹیلر رام آشیش چوک، حاجی پور ویشالی بہار 8809363476

۳۔ جناب ڈاکٹر محمد انوار الحق اشرفی صاحب شاہ فصاحت کا میدان پٹنہ سیٹی 9386278081

۴۔ جناب سید صابر علی چشتی اشرفی صاحب متصل امام باڑہ ٹاٹا ہاؤس اجمیر شریف 9828147506

۵۔ جناب محمد افتخار اشرفی صاحب تبغیہ کلونی ناگپور 8459238400

۶۔ جناب ماسٹر رفیع الدین صاحب مجتبی اشرفی، محلہ عمر گنج ضلع بلیا یوپی 7897330412

۷۔ جناب جاوید اختر اشرفی صاحب، ٹرانسپورٹ نگر، دیہرادون 7906081453

۶۸۷

بارگاہ رب العزت میں التجا

تیری الفت میں مروں ایسی وفا دے یارب
جام شہدائے شہادت کا پیلادے یارب
اپنی رحمت سے میرے قلب کو روشن کر دے
دل کی دنیا کو میرے خوب ضیا دے یارب
جان جاناں کی محبت میں ملے وہ خیرات
پائے محبوب کے ذروں سے ملادے یارب
دل کی دھڑکن تو ہمہ وقت یہی کہتی ہے
ایک قطرہ کو سمندر سے لگادے یارب
سر ہو سجدے میں پڑا اشک ہو آنکھوں سے رواں
میرے سجدوں کو شہادت کا مزہ دے یارب
ذرۂ خاک کو مل جائے بقا کا تحفہ
اپنی الفت میں سبھی نقش مٹادے یارب
اپنے بندوں سے سدا تو نے محبت کی ہے
پار کشتی کو میری اب تو لگادے یارب
تیرا بندہ ہوں گناہوں نہیں دور کبھی
اپنی رحمت کے دریچے میں چھپا لے یارب

خدمت خلق کروں ایسی زباں میں دے اثر

ایک ٹھوکر سے ہی مردے کو جیلادے یارب

نیک بندوں کے وسیلے سے ملے جام طہور

اپنے مظہر کو وہی جام پیلادے یارب

سعید مظہر

۹۲ ۸۶ھ

آقا علیہ السلام کی بارگاہ میں التجا

ہوگئی میری ہر دعا ناقص کیوں زباں میں اثر نہیں آتا

حسن حسین کے صدقے میں ہو نظر ہم پہ تجھ سا کوئی نظر نہیں آتا

مدتوں سے چراغ دل لے کر نقش پا تیرا ڈھونڈتا ہوں میں

ایک نگاہ کرم ہو عاصی پہ کیوں ایسا لمحہ ادھر نہیں آتا

دل کی دنیا اداس رہتی ہے نیند بھی رات میں نہیں آتی

کب مدینہ میں ہو گزر اپنا خواب میں بھی سفر نہیں آتا

آپؐ نے بخش دی خطا سب کی کوئی اپنا ہو یا پرایا ہو

سیرت مصطفیٰ تو سنتا ہوں پھر بھی دل میں اثر نہیں آتا

عقل انسانیت پریشاں ہے جسم اطہر کا تذکرہ سن کر

جن کا سایہ ہے دونوں عالم پر ان کا سایہ نظر نہیں آتا

کیا دیکھاؤ گے روز محشر میں کالے دھبے گناہ کے دفتر

لب پہ میرے تو ذکر قرآن ہے دل میں کیوں رب کا ڈر نہیں آتا

بندگی کا سلیقہ اے مظہر سر کے سجدوں سے کیا ادا ہوگی

جس نے گردن کٹا دی سجدے میں ان کا ثانی نظر نہیں آتا

سعید مظہر

۹۲ ۸۶ء

نعت و منقبت

عشق نبی میں مست ہو ں ذکر خدا کے بعد
ہے اولیاء سے نسبت در مصطفیٰ کے بعد
مرگ یزیدی اصل میں قتل حسین ہے
اسلام زندہ ہوگیا کربُ .بلا کے بعد
خون حسین کا ذرا اعجاز دیکھئے
شیشی کی مٹی سرخ ہے قتل شہا کے بعد
شہدا کے خون سے ملا اسلام کو بقا
دیکھو حسین زندہ ہیں لیکن فنا کے بعد
تکمیل بندگی نہیں سجدوں سے ہو سکی
دیدار سرمدی ہوئی سر کو کٹا کے بعد
پہلے تو ہو فدائے در یار پہ فدا
مقبول بارگاہ ہو خودی کو مٹا کے بعد
ہے صبر کا مقام یہ مظہر لیوں کو سی
ملتی ہے بھیک بندوں کو حرف صدا کے بعد

سعید مظہر

حرف دل

بانئے اسلام حضورﷺ سارے عالم کے لئے رحمت ہیں۔قرآن حضورﷺ کی زندگی میں قرآن مقدس اور حدیثوں کی تصنیف نہیں ہوئی، جب کہ قرآن مقدس مکمل تھا۔حضورﷺ کے وصال کے چھبیس ۲۶ سال کے بعد قرآن مقدس کو کتابی شکل دی گئی۔حضرت امام اسمٰعیل بخاری کی پیدائش ۱۹۴ھ ہے جنہوں نے بخاری شریف دوسو پچیس ۲۲۵ سال بعد لکھی۔

غیر مذہب کے رہنماؤں نے اسلامی کتابوں کا مطالع کرنا شروع کیا۔ان کی ذہنیت آگ کے شعلہ کی طرح بھڑکی اور سوچنے لگے یہ کتنا خوبصورت فریب ہے کہ اسلامی رہنما اپنی زباں سے یہ کہتے ہیں کہ میرا مذہب اور میرے نبی سارے عالم کے لئے رحمت ہیں جس طرح پانی، زمین، آسمان، چاند، سورج سب کے لئے رحمت ہے۔دوسری طرف دیکھتے ہیں کہ مذہب اسلام کے نام پر جہاد شروع ہے۔جس میں دوسرے مذاہب والوں کے ساتھ لوٹنا، مارنا، کاٹنا اور دھرم پریورتن کرارہے ہیں۔مدتوں سے یہ آگ کی چنگاری راکھ میں دب دبا کر اندر ہی اندر سلگ رہی تھی جب تک پوری دنیا میں مسلم حکمراں رہے کسی کی ہمت سر اٹھانے کی نہ رہی، جب مسلم حکمرانوں کا زوال شروع ہوا اور اسپین میں 781 سالوں کا اقتدار ختم ہوا، جہاں سولہ سَو ۱۶۰۰ مسجدیں، اسی مدرسے، نوسَو ۹۰۰ حمام، پچاس شفاخانہ تھے۔جامع مسجد کی چھت ایک ہزار ترانوے ستونوں پر قائم تھی، نو دروازے تھے جس کا بڑا پھاٹک سونے کا تھا۔دو ہزار سات سو شمعیں روزانہ مسجد میں روشن کی جاتی تھیں۔ خلفائے بنی امیہ کے دوسرے خلیفہ کے عہد میں تیار ہوئی اور اٹھارویں خلیفہ کے عہد میں اہل اسپین

نے مسلمانوں سے چھین لی۔اسی کے ساتھ دعوتی نظام کا بھی خاتمہ ہوااور مسلمانوں کو چن چن کر ختم کر دیا گیا۔پھر ہوا کے دوش پر پوری دنیا میں یہ آواز گونجنے لگی اسلام مذہب آتنک وادیوں کا مذہب ہے۔ہم اور آپ اپنی زبان سے لاکھ صفائی دیں مگر دوسری قومیں اسلامی کتابوں کا بغور مطالع کر رہی ہیں۔اگر اسلامی کتابوں میں واقیات صحیح ہے تو پھر سر جھکا کر تسلیم کرنا ہی ہوگا۔ساڑھے چودہ سو سال کے بعد آج بھی جمعہ کے خطبہ میں قاطع الکفار کا لفظ لحن کے ساتھ پڑھا جاتا ہے ذرا غور کرو دینی رہنماؤں اللہ تعالیٰ کا لاکھ لاکھ شکر ہے کہ اپنے محبوب ﷺ کے ہاتھوں اصحاب صفہ کی ایک ایسی ٹیم کا انتخاب فرمایا جو پوری دنیا میں محبت کا پیغام دیا اور آج بھی ان لوگوں کے در پہ ہر قوم کی بھیڑ لگی رہتی ہے۔حضرت مولانا عبدالرحمٰن چشتی رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں اب دنیا کو روحانیت اسلام ہی بچا سکتی ہے۔اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں التجا ہے کہ تادم ان بزرگوں کے صدقے میں سایہ کرم تمام اولاد آدم کے سروں پہ رحمت العالمین کی رحمت کا سایہ عطا ہو اور پوری دنیا میں امن وشانتی قائم ہو ۔آمین۔

فقط خاکپائے اشرف الاولیاء
صوفی سعید مظہر اشرفی غفرلہ

حضورﷺ کا خاندانی شجرہ

حضورﷺ کے پردادا کے باپ کے یہاں دو جڑوا بچے ہاشم اور اُمیہ پیدا ہوئے ان کے باپ عبد مناف نے جب یہ دیکھا کہ یہ دونوں کیسے زندہ رہ سکتے ہیں تو آپس میں صلاح یہ ہوئی کہ ان دونوں کو علٰیحدہ علٰیحدہ کرنا چاہئے شاید اس میں سے ایک بچ جائے،

چنانچہ ہاشم اور اُمیہ کو تلوار سے علٰیحدہ کئے گئے اور اللہ تعالیٰ کی قدرت یہ ہوئی کہ بجائے ایک کے دونوں زندہ اور سلامت رہے شجرہ اس طرح چلا۔
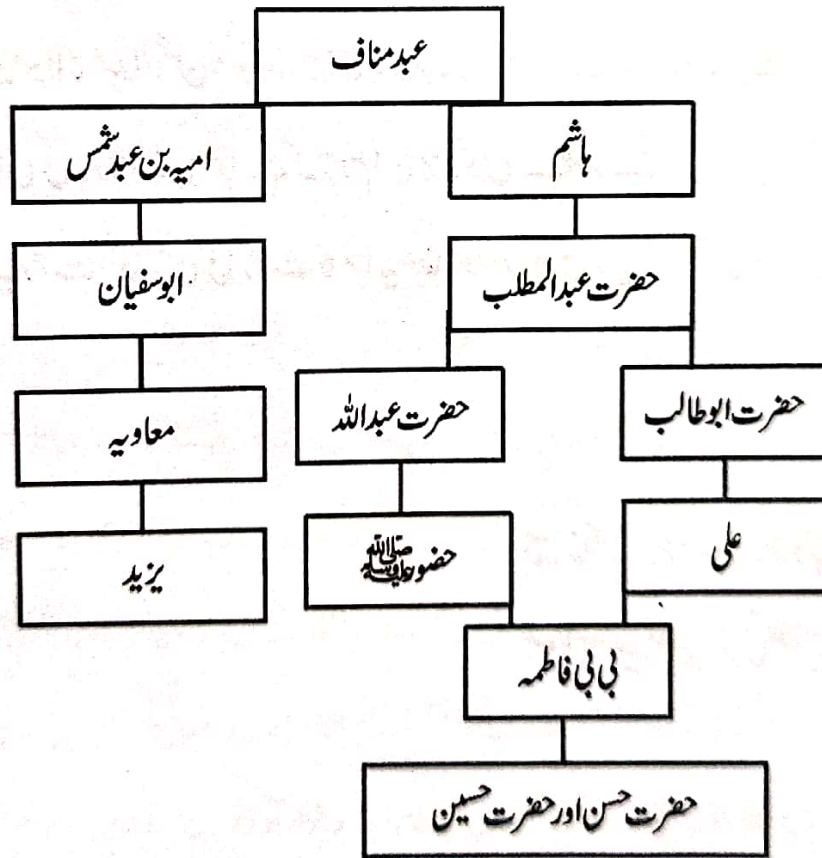
معاویہ بن ابوسفیان کے زمانہ میں مروان بن الحکم مدینہ منورہ کا گورنر تھا۔ حضورﷺ نے مروان اور اس کے باپ الحکم کو مدینہ منورا سے نکلوا دیا تھا۔

زبر زیر پیش میں مناظرہ

اتفاق سے ایک روز زبراور زیر میں اوپر اور نیچے ہونے کا جھگڑا شروع ہوگیا۔زبر کا کہنا تھا میں اوپر ہوں تو نیچے ہے۔ زیر نے کہا بھائی زبر صرف کہنے سے نہیں ہوگا۔اس کی مدلل ثبوت کتابوں سے دو۔ زبر نے کہا بھائی زیر اس کی دلیل میں قرآن مقدس سے دیتا ہوں اور تم غور سے سنو، زیر نے کہا کہو بھائی زبر میں سکون قلب کے ساتھ تمہاری بات سن رہا ہوں۔

زبر نے کہا لفظ اللہ ہے یعنی الف کے اوپر میں ہوں۔ یہ اللہ تعالیٰ کے ذاتی نام ہیں۔ اللہ کے معنے ہے معبود جس کی عبادت کی جائے۔ اللہ تعالیٰ کے صفاتی نام ۹۹ ہیں اور ہر اول حرف کے اوپر میں ہی ہوں، جیسے کریم، رحیم، ستار، غفار وغیرہ وغیرہ۔ یہ مختصر سی دلیل میری ہے تمہاری سمجھ میں ضرور آ گئی ہوگی۔ زبر کی گفتگو سن کر زیر نے کہا بھائی زبر میری بھی تو کچھ سنو، زبر نے کہا بھائی تمہارا بھی حق بنتا ہے تم بھی اپنی کچھ دلیل دو کیوں کہ میرے بعد تمہارا ہی نمبر ہے۔ زیر نے کہا سنو بھائی زبر ذرا اطمنام سے سنو، ہاں بھائی زیر سناؤ۔

زیر نے کہا میں حقیقت میں زیر ہوں یعنی نیچے ہوں مگر سنو بھائی زبر میں نیچے ہو کر بھی تمہاری مدد کرتا ہوں۔ زبر نے کہا وہ کیسے۔ زیر نے کہا اگر بھائی زبر میں تمہاری مدد نہ کروں تو کوئی لفظ مکمل ہو ہی نہیں سکتا ہے ساتھ ہی لفظ کا مفہوم اور معنے بھی بدل جائے گا اور اہل علم بھی کچھ نہیں سمجھ سکتے ہیں۔ جیسے کریم کو پڑھو اور میری مدد نہ لو، سوچو پھر کون سا لفظ بنے گا۔ کَرَیم کیا معنے ہوئے بھائی زبر ذرا بتایئے تو سہی۔ یا آگے کچھ اور کہوں سناؤں۔ رَحیم، صَغیرَ مُریدَ وغیرہ۔ زبر نے کہا بھائی زیر ذرا ٹھہر جایئے، مجھ سے بڑی بھول ہوگئی اس حقیقت کو نہ سمجھنے کی وجہ کر آج تمہارے سامنے نادم ہوں۔ ہاں بھائی زیر تم بالکل درست کہتے ہو اگر نہ ساتھ رہو تو میں بھی نامکمل ہوں۔ زیر نے پھر

ایک بار زبر کو مخاطب کیا اور کہا بھائی گر بات سمجھ میں آ گئی ہے تو اس دنیا میں کبھی بھی بڑا اور چھوٹے کے جھگڑے میں نہیں پڑنا چاہئے ورنہ انجام بہت خراب ہے۔ آج پوری دنیا اسی میں الجھ گئی ہے اور مسلمان ذات پات اور مسلک میں الجھی ہے۔ اب زبر اور زیر دونوں مل کر پیش کی طرف مخاطب ہوئے اور کہنے لگے بھائی پیش تم بھی اوپر میں ہو کہیں شروع میں ہو کہیں آخر میں ہو تمہارا معنے سمجھ میں بہت کم آتا ہے تم بھی اپنی کچھ دلیل دو اور حقیقت بتاؤ۔ پیش نے کہا میری حقیقت تو اہل علم بھی نہیں سمجھ سکتے ہیں۔ تم دونوں کیا سمجھو گے مجھے خاموش ہی رہنے دو۔ زبر نے کہا تم بچنا چاہتے ہو اور دامن جھاڑ کر نکلنا چاہتے ہو ایسا نہیں ہونے دیں گے تم بھی اپنی کچھ حقیقت بتاؤ جس سے ہم سب مطمئن ہو جائیں۔ پیش نے کہا سنو بھائی میں ایک راز مخفی ہوں۔ زبر نے کہا وہ کیسے۔ پیش نے زبر اور زیر کو مخاطب کر کے فرمایا پہلے پیش کا معنے سمجھئے پیش معنے آگے، سامنے، قبل، پہلے، آئندہ۔ سنو میرے بھائی جس حرف کے اوپر میں رہتا ہوں اس کا مقام کتنا بلند ہے جیسے مُحمد، مُصطفٰی، مُجتبٰی، مُحبت، مُرتضٰی، مُعظم، مُعلم، مُختار، مُکرم وغیرہ غیرہ۔

سنو بھائی زبر اور زیر لفظ اللہ ہے تم نے پہلے ہی اس کے معنے سمجھا دیا ہے پھر ایک بار اور سن لو۔ لفظ اللہ کے معنے ہیں جس کی عبادت کی جائے۔ اس دنیا میں مذہب کی کمی نہیں ہے کوئی سورج کو پوجتا ہے اس کی عبادت کرتا ہے کوئی چاند کو پوجتا ہے اس کی عبادت کرتا ہے کوئی درخت کو کوئی پہاڑ کو کوئی بُت کو جس کو جو بہتر اور اچھا سمجھ میں آتا ہے اس کی عبادت کرتا ہے پھر یہ بات واضح کیسے ہو گی کہ صرف اللہ ہی تعالیٰ عبادت کے لائق ہے اس کے سوا کوئی دوسرا عبادت کے لائق ہے ہی نہیں۔

پیش نے کہا سنو بھائی زبر اور زیر لفظ اللہ ہے مگر جب مؤذن اذان دیتا ہے اللہ نہیں کہتا ہے بلکہ اللہ اکبر کہتا ہے یعنی اللہُ اکبرُ پر پیش ہے تو ہم دلیل دیتے ہیں اس سے بڑا اور اس کے آگے کچھ

نہیں ہے جیسے اکبر معنے بڑا ہے رحیم کے معنے رحم کرنے والا ہے کوئی شخص کسی مجرم پہ رحم کرسکتا ہے معاف کرسکتا ہے، کریم کے معنے کرم کرنے والا کوئی آدمی کسی پہ کرم کرسکتا ہے یہ آدمی کی صفت ہے اگر لفظ اکبرُ ہوگا، کریم ہوگا، رحیم ہوگا یہ اللہ تعالیٰ کی صفتیں ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے صفاتی نام ننانوے ۹۹ ہیں اور ہر حرف کے آخر میں پیش ہی پاؤ گے اگر اس پر بھی تجھے یقین نہ ہو تو اللہ تعالیٰ کے ننانوے صفاتی نام کے آخر میں جو حرف ہوگا کتابوں میں پڑھ لینا۔ رحمنُ، رحیمُ، خالقُ، قہارُ، رزاقُ وغیرہ۔

پیش نے زبر زیر سے کہا جس طرح دنیا میں تین عدالتیں ہیں، اول لوئر کورٹ، دوئم ہائی کورٹ، سوئم سپریم کورٹ۔ تم دونوں Lower Court اور High Court ہو میں Supreme Court ہوں۔ ظاہر و باطن کا آخری فیصلہ میں دیتا ہوں۔ جس طرح اللہ تعالیٰ کے ذاتی نام اور صفاتی نام کا راز ہم نے ظاہر کیا ہے مجھے اُمید ہے کہ میرا رب کل میدان محشر میں میری بات کو خارج نہ کرے گا اور میرا فیصلہ حق بجانب ہوگا۔

زبر اور زیر نے سر جھکا کر تسلیم کیا۔ پیش نے مخاطب ہو کر فرمایا حضور ﷺ کے قول سے یہ واضح دلیل ملتی ہے کہ نکاح کرنا میری سنت ہے علماء کرام بھی فرماتے ہیں کہ نکاح کرنا حضور ﷺ کی سنت ہے حدیث انکاحُ من سنتی۔ حضور ﷺ کا کوئی قول ایسا نہیں ملتا ہے کی نکاحیں کرنا میری سنت ہے پھر زبر اور زیر نے پیش سے سوال کیا تاریخ تو نکاحیں بتا رہی ہے پیش نے جواب دیا بھائی زبر اور زیر ہمارا ایمان تو قول مصطفیٰ پر ہے تاریخ پر نہیں ہے۔ میرا ایمان عظمت مصطفیٰ پر ہے توہین مصطفیٰ پر نہیں۔ سنو غور سے سنو دنیا کی کوئی کتاب ہو جس میں توہین مصطفیٰ ہو ہم اسے کبھی بھی تا قیامت تسلیم نہیں کر سکتے ہیں جن کی عظمت رحمت سیرت نبوت کا خطبہ قرآن مقدس پڑھ رہا ہو، قرآن مقدس میں کچھ اور ایسے حدیثوں میں کچھ اور ہے، بتاؤ بھائی زبر زیر تم کدھر جاؤ گے۔ بھائی پیش ایمان

حضورﷺ پہ لائیں ہیں ان پہ مرمٹنا جان دنیا ہی میرا ایمان ہے سبحان اللہ سبحان اللہ۔ خدا خدا اپنے محبوب سے محبت کرتا ہے ایک طرف محبت کا دم بھی بھرتے ہو دوسری طرف توہین مصطفیٰ بھی کرتے ہو، ذرا سوچو سمجھو قبر میں کیا ساتھ لے کر جاؤ گے۔ پیش نے پھر زبر اور زیر کو مخاطب کیا۔ قرآن مقدس میں حضرت آدم علیہ السلام اور ان کی شریک حیات جناب حوا علیہ السلام کی داستان موجود ہے۔ حضرت سلیمان علیہ السلام اور ملکۂ بلقیس کی قصہ کہانیاں موجود ہے۔ حضرت مریم کا حاملہ ہونا اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا پیدا ہونا لوگوں کے سوالات کا جواب دینا موجود ہے۔ حضرت یوسف علیہ السلام اور حضرت زلیخہ کی داستان موجود ہے۔ حضرت ابراہیم خلیل اللہ اور ان کی بیویوں کی کہانی موجود ہے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام اور فرعون کا ذکر موجو ہے۔ نماز میں لحن کے ساتھ پڑھا جاتا ہے، یہاں تک کے ابولہب اور اس کی بیوی کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے فرمان موجود ہے اور حضورﷺ پہ قرآن مقدس نازل ہوئی جن کے لئے کائنات کی تخلیق ہوئی۔ ماتم کروز براور زیر جس نبی کا ہم لوگ کلمہ پڑھتے ہیں قرآن ایسی مقدس کتاب میں حضورﷺ کی شریک حیات ماں حدیجہ رضی اللہ عنہا کی نہ نکاح کا ذکر ہے نہ دین مہر کا ذکر ہے نہ گواہان کا ذکر ہے نہ قاضی محترم کا ذکر ہے جو سب سے پہلے ایمان لائیں، حضورﷺ کی صحبت میں ستائس سال گزاری ہو جن کی نگہداست ایسی کے غار حرا پہاڑ پہ پانی اور کھانا لے کر جایا کرتی تھیں، نہ رات کی تاریکی دیکھتیں نہ دن کا اجالا نظر آتا تھا اور کبھی بھی سرکار دو جہاں سے یہ نہ پوچھا میرے سرتاج اتنی اونچی پہاڑی کے اوپر غار میں آپ کیا کرتے ہیں اس سے واضح ہے کہ آقا علیہ السلام کی ہمراز تھیں افسوس ایسی معجز ہستی کا ذکر قرآن مقدس میں نہ ہو سر جھکا کر زبر اور زیر نے تسلیم کیا اور کہا بھائی پیش تم حقیقت میں سپریم کورٹ ہو، پیش نے زبر اور زیر کو مخاطب کر کے فرمایا بھائی سنو قرآن مقدس میں صرف تیئیس انبیاء علیہ السلام کا

ذکر ہے جب کہ تاریخ بتا رہی ہے کم وبیش ایک لاکھ چوبیس ہزار نبیوں کی جماعت اس خاکدان گیتی پہ تشریف لائیں۔ تئیس کے علاوہ ان حضرات کی کوئی تاریخ نہیں ملتی ہے جب کہ تمام انبیاء علیہ السلام دین الاسلام ہی لے کر آئے اور حضورﷺ آخری نبی ہیں۔ حضورﷺ کا قول ہے ہم نے سارے ادیان (مذاہب) کے عقیدہ باطلہ کے قوانین کو منسوخ کر دیا پھر زبر نے پیش سے پوچھا میرے نبی کا دین (مذہب) کیا ہے پیش نے کہا آؤ بھائی زبر اور زیر ہم قرآن مقدس سے ہی پوچھ لیں کہ میرے نبی کا دین کیا ہے بتاؤ بھائی پیش جلدی بتاؤ۔ دیکھو میرے سامنے قرآن مقدس ہے الــم ہ ذالــک الــکــتــب فیه ہ الف لام میم ۔اس کتاب میں کوئی شک نہیں یہ حروف مقطعات ہے۔الف لام میـم ۔الف آل م سے مصطفیٰ کی آل،اس میں کوئی شک نہیں۔یعنی آل مصطفیٰ ہی قرآن ہے اس میں کوئی شک نہیں۔

زبر اور زیر ایک زبان ہو کر کہا بھائی پیش جب آل مصطفیٰ ہی قرآن ہے پھر قرآن مقدس کا اشارہ کس آل کی طرف ہے، پیش نے کہا سنو بھائی زبر اور زیر اللہ تعالیٰ کا پیغام شہادت حضرت جبریل لے کر حضورﷺ کی بارگاہ میں آئے تھے اور کہاں کی مٹی شریف لے کر آئے تھے، اس وقت حضورﷺ کی گود میں کون سا بچہ تھا، پیغام شہادت سنتے ہی اشک بار ہوئے تھے۔

جبریل امیں کے ہاتھ کی مٹی کو لے کر ام سلمہ کے حوالہ کیا اور فرمایا اس مٹی کو ایک صاف شیشی میں رکھ کر کے بند کر دو جب یہ میرا نواسہ میدان کربلا میں شہید ہوگا یہ بند شیشی کی مٹی خون سے آلود ہو جائیگی۔ جب حضرت حسین علیہ السلام کی شہادت میدان کربلا عراق میں ہوئی اور مدینہ منورہ میں رکھی ہوئی شیشی کی مٹی خون سے بھر گئی اور آج بھی ساڑھے چودہ سو سال کے بعد اہل عقیدت کو یہ منظر دیکھنے کو ملتا ہے، دیکھنا ہو امریکا کے وسیع میدان میں یوم عاشورہ کے دن لاکھوں انسان اپنے

سر کی نگاہوں سے دیکھتے ہیں اور وہ جگہ ماتم کدہ بن جاتی ہے۔ پیش نے زبر اور زیر کو مخاطب کیا اور فرمایا بھائی حضورﷺ کا یہ قول بھی راز مخفی ہے۔ الحسینی منی وانا من الحسین۔ ترجمہ حسین مجھ سے ہیں اور میں حسین سے ہوں۔ نانا سے ناتی کا وجود ہوتا ہے اور ہوتا رہے گا مگر یہ بات آج تک کسی آدمی سے نہیں سنا کہ میں ناتی سے ہوں۔ کائنات عالم میں صرف آپ ہی کی ذات ہے اور آپ کا ہر قول صداقت ہی صداقت ہے، حضورﷺ نے پہلے اپنے ذاتی رشتہ کا اظہار فرمایا اس کے بعد روحی رشتہ کا۔ حضورﷺ نے فرمایا ذاتی رشتہ سے روحی رشتہ ۷۰ گنا بلند ہوتا ہے جسمی رشتہ کا خاتمہ ہو جاتا ہے روحی رشتے کا خاتمہ نہیں ہوتا۔ حضورﷺ نے فرمایا میں حسینی ہوں اور میرا دین بھی حسینی ہے، پیش نے مخاطب کیا زیر اور زبر کو کہا کہ اگر تمہاری کھوپڑی میں یہ بات داخل نہیں ہوتی ہے تو سنو عطاء رسول خواجہ خواجگان خواجہ معین الدین چشتی سنجری اجمیری رحمۃ اللہ علیہ کیا فرماتے ہیں اپنی دیوان میں۔

شاہ است حسین بادشاہ است حسین
دین است حسین دیں پناہ است حسین
سرداد نہ داد دست در دست یزید
حقّا کہ بنا لا اللہ است حسین

سنو بھائی زبر اور زیر خواجہ غریب نواز فرماتے ہیں دین حسینی کے شاہ بھی حسین ہیں اور بادشاہ بھی حسین ہیں، یعنی دین اور دنیا دونوں کے بادشاہ حسین ہیں اور دین کو پناہ دینے والے بھی حسینؑ ہیں، ہاتھ اپنا یزید کے ہاتھ میں نہ دیا کیوں کہ بیعت کا مسئلہ تھا آپ نے اپنا سر دے دیا۔ لا الٰہ کی بنیاد حسین ہیں۔ لا الٰہ کی صدا آدم علیہ السلام سے لے کر ابھی تک گونج رہی ہے مگر سبھوں نے اپنی زبان سے اقرار کیا ہے گواہی دی ہے۔ حسین پاک علیہ السلام نے سر کٹا کر گواہی دی ہے، شہادت

معنے گواہ شہادت معنے شہید۔ حسین پاک نے شہید ہوکر لا الا کی شہادت دی ہے۔ اہل علم یہ سوچتے ہیں کی اس رباعی میں حضور ﷺ کا کہیں ذکر نہیں ہے اس لئے غلط فہمی میں مبتلا ہو گئے ہیں۔ سنو بھائی زبر اور زیر مسجد اقصیٰ ہو، مسجد نبوی ہوم، خانہ کعبہ ہو، مدرسہ ہو، عید گاہ ہو، اس کی بنیاد خود سے نہیں پڑی ہے بلکہ کسی نہ کسی معجز ہسی کے ہاتھوں بنیاد پڑی ہے لا الاہ کی بنیاد حسین پاک علیہ السلام ہیں اور اس کی بنیاد رکھنے والے سرور کائنات حضور ﷺ ہیں۔ زبر اور زیر کو مخاطب کر کے پیش نے کہا بھائی ذرا غور سے سنو اور زور سے نعرہ لگاؤ۔ نعرۂ تکبیر اللہ اکبر، نعرۂ رسالت یا رسول اللہ، شہید اعظم زندہ باد، دین حسینی زندہ باد، تعزیہ داری زندہ باد۔ راقم الحروف کی کتاب مسلک صوفیہ اور تعزیہ شریف کا مطالع کریں۔

پیش اور زبر مل کر نعرہ لگا ہی رہے تھے کہ زیر نے کہا بھائی پیش اس لئے قبر میں منکر نکیر سوال کرتے ہیں کہ تمہارا رب کون ہے اور دین کیا ہے سنو بھائی زبر اور زیر رب کے معنے پوسنے پالنے والا، مالک، پروردگار، اللہ تعالیٰ وغیرہ۔ دین کے معنے مذہب، مسلک، ایمان وغیرہ، یہ ایک معمہ ہے۔ منکر نکیر کے سوالات۔ تمہارا رب کون ہے اور دین کیا ہے جوابات میرا رب خدا ہے اور میرا دین دین حسینی ہے۔ منکر نکیر ایک دوسرے کا منہ دیکھتے ہیں اور کہتے ہیں جنت کے سردار حسین ہیں اس لئے جنت کی کھڑکی کھول دو اور دلہن کی طرح سو جاؤ۔

ایک صحابی

پیش نے زبر اور زیر کو مخاطب کیا اور فرمایا سنو بھائی صحابی کے معنے ہوتے ہیں ساتھی دوست، مگر رسول اللہ ﷺ کے صحابی وہ ہیں جو صدق دل سے ایمان لائے، سچے دل سے ایمان لائے اور اپنی جان سے بھی بہتر سمجھا ادب ملحوظ رکھا، کچھ صحابی فتح مکہ سے پہلے ایمان لائے اور زیادہ تر صحابی فتح مکہ کے بعد ایمان لائے۔ کچھ مسرور ہوکر ایمان لائے اور کچھ مجبور ہوکر ایمان لائے مگر سب

صحابی ہی کہے جاتے ہیں، کچھ صحابیوں کے حق میں قرآن مقدس کا فیصلہ بھی آیا اے لوگوں میرے نبی کی آواز سے اپنی آواز کو اونچی نہ کرو ورنہ تمہارا ایمان ختم ہو جائے گا اور تجھے اس کا علم بھی نہ ہوگا۔ حضور ﷺ نے آخری وقت میں فرمایا کاغذ دوات قلم لاؤ میں کچھ لکھ دوں تاکہ میرے بعد میری امت گمراہ نہ ہوگی اور ایک دوسرے کی گردن نہ مارنے لگو گے، اس وقت بھی صحابیوں کا دو گروہ ہو گیا تھا، اکثریت نہ کرنے والوں کا زیادہ تھا۔ حضور ﷺ کے وصال کے وقت کا بھی منظر کتابوں میں پڑھیے۔ مولانا رومی رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں چوں صحابہ کار دنیا آختن مصطفیٰ را بے کفن انداختن۔ فتح مکہ کے بعد دشمن رسول بھاگ گئے تھے اور جن کو جہاں جگہ ملی تھی چھپ گئے تھے سن رہے ہو زبر اور زیر ہاں بغور سن رہا ہوں۔ حضور ﷺ نے صحابہ سے فرمایا میں سب کے لئے رحمت بن کر آیا ہوں جاؤ جو لوگ قتل ہونے کے ڈر سے بھاگ گئے ہیں ان لوگوں کو میرا پیغام سنادو۔ وہ میرے قریب آئیں اور صدق دل سے کلمہ پڑھ لیں اور اسلام میں داخل ہو جائیں ہم کسی کو سزا نہیں دیں گے جو جیسا ہوگا ویسا کام دیا جائے گا۔ عرب میں حضور ﷺ کی صداقت عام تھی جس سے اہل مکہ اچھی طرح سے واقف تھے۔ قتل کے ڈر سے بھاگے ہوئے دشمن رسول دھیرے دھیرے قریب آتے گئے اور اپنی بے بسی کے سامنے سر جھکا دیا اور سبھوں نے کلمہ پڑھ لیا۔ (مرتا کیا نہ کرتا) سن رہے ہو بھائی زبر اور زیر، ہاں بھائی پیش سن رہا ہوں۔ ایک کلمہ پڑھنے والے صحابی کا حال سنو۔ وہ صحابی ہیں مروان، زبر اور زیر سنتے ہی بڑے جلال میں آگئے اور پیش سے کہا زرا منہ سنبھال کر بولو۔ حضرت مروان رضی اللہ عنہ کا نام بے ادب ہو کہ نہ لیا کرو تمہیں معلوم ہے وہ کاتب وحی ہیں۔ پیش نے دونوں کے جلال کو دیکھ کر ایک سرد آہ کھینچی اور کہا بھائی زبر اور زیر ابھی تو صرف مروان کہا ہے تو مجھ پہ برس پڑے ہو ایک طرف تم دونوں مجھ کو سپریم کورٹ بھی تسلیم کرتے ہو اور دوسری طرف ابھی نام لیا ہے تو تیغ برہنہ

ہو گئے ۔ اتنا کہہ کر پیش خاموش ہو گیا، اب زبر اور زیر نے کہا بھائی پیش ہم دونوں سے غلطی ہو گئی معاف کر دو۔

پیش نے کہا سنو بھائی زبر اور زیر میں مروان کی حقیقت سے اچھی طرح واقف ہوں ۔ پہلے میری بات تو سنو اس کے بعد جو جو کہنا ہو گا کہو گے ۔ مروان پڑھا لکھا آدمی تھا۔ اس لئے حضور ﷺ نے مروان سے کہا کہ تم پڑھے لکھے ہو۔ اس لئے تم کو ہم وہ کام دے رہے ہیں کہ جبریل جو بارگاہ الٰہی سے پیغام لاتے ہیں اس کو تم لکھو۔ اور ہم تجھے جس طرح سے بتاتے ہیں ویسا ہی لکھنا مروان جی ہاں ۔ ایک روز بارگاہ الٰہی سے جبریل وحی لے کر حضور ﷺ کی بارگاہ اقدس میں آئے اور حضور ﷺ نے مروان سے کہا لکھو۔ وہ لکھنا شروع کئے جب پوری آیت کریمہ لکھ لئے تو حضور ﷺ نے فرمایا لاؤ مروان کیا لکھے ہو ہم دیکھیں ۔ مروان خاموش ہو کر چپ چاپ بیٹھا رہا، حضور ﷺ کا تیور بدلہ اور ڈانٹ کہ کہا لاتے کیوں نہیں ہو لاؤ۔ مگر مروان چپ چاپ بیٹھا رہا۔ حضور ﷺ نے اس کے ہاتھ سے کاغذ چھین لیا اور پڑھنا شروع کئے ۔

حضور ﷺ نے لکھوایا تھا آل عمران ۔ اس نے لکھا تھا آل مروان ۔ حضور ﷺ یہ دیکھ کر خاموش ہو گئے اور سوچنے لگے جب میری موجودگی میں مروان کی یہ حرکت ہے تو میرے بعد اور کیا ہو گا۔ سنو بھائی زبر اور زیر اس جرم میں سرکار مدینہ ﷺ نے مروان کو مدینہ منورہ سے دس میل باہر رکھوا دیا اور تاکید کر دی کہ مروان مدینہ منورہ میں کبھی بھی داخل نہیں ہو سکتا ہے ۔ حضور ﷺ کے وصال کے بعد حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ مسلمانوں کے خلیفہ منتخب ہوئے ۔ ان کے دور خلافت میں بھی مروان نے بہت کوشش کی اور اپنے ہم نواؤں سے بھی سفارش خوب کروائی کی ہم کسی طرح سے مدینہ منورہ میں داخل ہو جائیں ۔ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے ان کی اس حرکت کو دیکھ کر کہا کہ میرے آقا علیہ السلام نے مروان کو مدینہ منورہ سے دس میل باہر کروا دیا تھا تو

ہم بھی ان کی اقتدا کرتے ہوئے دس میل اور باہر کروادیتے ہیں گویا مروان کو مدینہ منورہ سے بیس میل باہر کروادیا۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے وصال کے بعد حضرت عمر رضی اللہ عنہ خلیفہ مقرر کیے گئے۔ ان کے دور خلافت میں مروان نے پھر انتھک کوشش کی کے ہم کسی طرح مدینہ منورہ میں داخل ہوجائیں۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے مروان کی حرکت کو دیکھ کر جلال میں آگئے اور وہ سزا کو طویل کرنا چاہتے تھے مگر خاموش ہوگئے کی میرے آقا علیہ السلام نے دس میل کی سزا مقرر کیا تھا اور ابوبکر صدیق نے بھی یہی فیصلہ کیا تھا اس لئے مروان کو مدینہ منورہ اور دس میل دور کردیا اب مروان مدینہ منورہ سے تیس میل دور کردیا گیا۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ کی شہادت کے بعد حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ مسلمانوں کے خلیفہ بنائے گئے۔ حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دور خلافت میں مروان کو مدینہ منورہ آنے کی اجازت مل گئی اور ساتھ ساتھ حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے قرآن مقدس کی تحریر میں اپنا مشیر صلاح کار اڈوائجر منتخب کرلیا۔

سنو بھائی زبر اور زیر جب کے مروان کو مدینہ منورہ آنے کی اجازت نہ تھی مگر حضور ﷺ کے وصال کے بعد موقع غنیمت پایا اور حضور ﷺ کے قبر انور کے قریب پہنچ گیا اس وقت حضرت ایوب انصاری رضی اللہ عنہ حضور کے مزار مقدس کے پیتانے میں سر رکھ کر محو تجلیات میں گم تھے۔ اسی درمیان میں مروان نے آواز دی اے ایوب یہاں کیا کرتے ہو، انہوں نے کوئی جواب نہ دیا۔ پھر مروان نے بڑے زور سے کہا اے ایوب یہاں کیا کرتے ہو۔ انہوں نے پھر کوئی جواب نہ دیا تو مروان نے حضرت ایوب انصاری رضی اللہ عنہ کی گردن کو بڑے زور سے پکڑا اور کہنے لگا اے ایوب کیا سڑی گلی ہڈی پہ سر رکھ کر سو گیا ہے۔ حضرت ایوب انصاری رضی اللہ عنہ کا جواب تھا اے مروان پہلے میری گردن کو چھوڑ اس کے بعد تجھے بتاتا ہوں کہ میں کیا کررہا ہوں۔ ہم اپنے آقا علیہ

السلام کے قدم ناز میں سر رکھ کر فیض روحانی حاصل کر رہا ہوں۔ دیکھا بھائی زبر اور زیر یہ بھی صحابی ہیں تم جس صحابی کی اقتدا کرلو نجات ہو جائے گی کتنا خوبصورت فریب ہے۔

پیش نے زبر اور زیر کو مخاطب کر کے فرمایا سنو بھائی جب حضور ﷺ کا وصال ہوا اس وقت غسل سے لے کر کفن دفن میں صرف چوبیں ہی صحابہ موجود تھے باقی صحابہ کیا کر رہے تھے یہ بات حضرت مولانا رومی رحمتہ اللہ علیہ سے پوچھ لیں۔

چوں صحابہ کار دنیا آختن
مصطفیٰ را بے کفن انداختن

حضور ﷺ کا جسم اطہر تین روز تک بے گور کفن رکھا رہا اور صحابہ خلافت میں الجھے رہے۔ میدان کربلا میں بھی شہیدوں کے جسم اطہر بھی تین روز تک بے گور کفن پڑے رہے۔

حضورﷺ کا مسجد نبوی سے منافقوں کو نکالنا

حضورﷺ کے مسجد نبوی میں آنے سے پہلے ہی مسجد بھری تھی۔اس میں تین سو منافقین موجود تھے۔زبراور زیر سن رہے ہو ہاں بھائی پیش سن تو ضرور رہا ہوں مگر افسوس اور حیرت بھی ہو رہی ہے کہ مسجد نبوی ایسی مقدس جگہ میں جہاں فرشتے آ کر نماز پڑھتے ہیں وہاں منافق بھی نماز پڑنے کو آئے ہوئے ہیں۔سنواور غور سے سنو یہ منافقین حضورﷺ کو خوش کرنے کے لئے آئے تھے اور یہ بتانا چاہتے تھے کی ہم بھی آپ کے جان نثاروں میں ہوں اور آپ کے ساتھ ہوں۔یہ سارے منافقین پہلے بھی آ کر نماز پڑھتے تھے اور جب اپنے گھر میں جاتے تھے وہاں ڈرامہ کرتے تھے۔ ڈرامہ میں سر پہ امامہ باندھتے اور کہتے دیکھو آج جبریل میرے پاس آئے تھے۔یہ غیب کی باتیں بتارہے تھے،وہ باتیں سنارہے تھے اے لوگوں میں تمہارے درمیان آخری نبی بن کر آیا ہوں جس طرح آقا علیہ السلام اپنے صحابہ کو بتاتے تھے اسی طرح یہ لوگ بھی اپنے گھر میں جا کر کرتے تھے۔

حضورﷺ کی نگاہ نبوت نے سبھوں کو پہچان لیا تھا۔کئی دفعہ ان لوگوں کو تنبیہ بھی کی تھی یہاں تک آپ نے کہا کہ تم لوگ جو سجدہ سجود کرتے ہو میں اس کو بھی دیکھتا ہوں۔مگر ان منافقوں کو یقین نہیں آیا کہ وہ تو آگے رہتے ہیں وہ پیچھے کیسے دیکھ سکتے ہیں۔

سنو بھائی زبراور زیر جب حضورﷺ مسجد نبوی میں تشریف لائے۔دیکھتے ہی آپ کا تیور جلا میں آ گیا اور ایک ایک کو ہاتھ کے اشارے سے کہتے تھے۔فلاں ابن فلاں تم منافق ہو یہاں سے نکل جاؤ۔یہاں تک کہ تین سو سے زیادہ منافقوں کو مسجد نبوی سے نکال دیا گیا۔مگر تاریخ کے پنوں میں صرف فلاں ابن فلاں ہے مگر کسی کا نام نہیں ہے۔بھائی زبراور زیر کیسے پہچانو گے کہ کون منافق ہے اور تاریخ کے پنوں سے ان لوگوں کا نام کس نے نکالا تھا۔زبراور زیر نے کہا بھائی پیش تم سپریم

کورٹ ہوتم ہی بتاؤ۔ سنو بھائی زبراور زیر عقلمند کے لئے اشارہ ہی کافی ہے۔ اسلامی تواریخ پڑھو۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کوشہید کیا گیا، مدینہ منورہ میں سب مسلمان تھے۔ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کوشہید کیا گیا۔ حضرت مولائے کائنات حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کوشہید کیا گیا۔ حضرت حسن پاک کوزہر دیا گیااور شہید ہوئے۔ تواریخ میں ان قاتلوں کا نام کچھ ملتاہے مگر سازش کس کی تھی اس کا پتہ ابھی بھی نہیں ملتا ہے۔ جیسے ہندوستان یادوسرے ملک میں جب قاتل کو پکڑا جاتا ہے تو اس سے پوچھا جاتا ہے کہ تم کوقتل کرنے کے لئے کس نے کہا تھا۔ اگر وہ انکار کرتا ہے تو اسے ایسی سزادی جاتی ہے کہ سازش کرنے والے کا نام بتادیتا ہے پھر قانون اسے پکڑواتی ہے، جیسا مجرم ہوتا ہے ویسی سزادی جاتی ہے۔ بھائی زبراور زیر سب سے بڑا مجرم تو وہ ہے جس نے کسی کولالچ دے کر کسی کوقتل کرنے پر آمادہ کیا ہو۔ سنو بھائی زبراور زیر آنکھ بند کر کے تواریخ مت پڑھوورنہ قاتل کا ساتھ دینے والا بھی قاتل ہے۔ سنو بھائی زبراور زیر جومسلمانوں کا قاتل ہے وہی تواریخ کے پنوں میں رضی اللہ وعنہ اور رحمتہ اللہ علیہ ہے۔

قرآن مقدس

پیش نے پھر زبر اور زیر کو مخاطب کر کے فرمایا سنو بھائی زبر اور زیر حضور ﷺ کی ۶۳ سالہ زندگی ہے اور آپ کی زندگی میں قرآن مقدس مکمل ہے۔ حضور ﷺ نے جو کچھ اپنے رب سے مانگا وہ سب کچھ آپ کے رب نے اس سے بھی زیادہ عطا کر دیا۔ کہو بھائی زبر اور زیر اس میں بھی کوئی شک ہے۔ زبر نے کہا ارے بھائی پیش جو شک کرے گا وہ گمراہ ہو جائے گا۔ آپ چاہتے تو اپنی موجودگی میں قرآن مقدس کی تصنیف نہ ہونی ضرور ہو جاتی، پھر کیوں نہیں ہوئی غیب داں نبی ﷺ کو روز ازل سے لے کر حشر تک کا علم موجود ہے۔ اس لئے آقا علیہ السلام نے خاموشی اختیار کی۔ خاموشی ایک راز مخفی ہے۔ زبر اور زیر غور سے سنو۔ اول خلیفہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دور خلافت میں حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کچھ قرآنی نسخے لے کر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بارگاہ میں آئے اور بڑی مسرت سے فرمایا ہم نے بڑی کاوش سے قرآنی نسخے جمع کئے ہیں اس کو دیکھ لیجئے۔ پہلے تو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ خاموش رہے پھر نگاہیں پھیر لی اور فرمایا جب میرے آقا علیہ السلام نے اس کام کو نہیں کیا اور کسی کو نہیں کہا کہ میرے بعد تم لوگ اس کام کو کر لو گے پھر تمہاری ہمت کیسے ہوئی یہ جواب حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا سن کر حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ خاموش ہو گئے اور وہ قرآنی نسخے اپنے پاس لے کر واپس ہو گئے اور پوری زندگی میں خاموشی اختیار کی جب کہ آپ کی خلافت کی مدت دس سال چند ماہ ہے۔ اس کے بعد حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا دور خلافت آیا ان کے دور خلافت میں قرآن مقدس لکھی گئی اور جمعہ کے روز مسجد نبوی ﷺ میں اعلان ہوا۔ اس روز کا منظر تواریخوں میں پڑھئے۔ حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ تمام صحابیوں میں سب سے اچھے قاری تھے جن کے بارے میں حضور ﷺ

فرماتے تھے صحابہ سے اے لوگوں اگر قرآن مقدس سیکھنا ہوتو ابن مسعود کی پیروی کرو اور آقا علیہ السلام کا دل کبھی کبھی مچلتا تو ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرماتے اے مسعود قرآن سناؤ۔ ایک دفعہ کھجور کے چھاؤں میں سرکار مدینہ آرام فرما رہے تھے اس میں کچھ کھجوریں پکی تھی، سرکار دو جہاں ﷺ نے کہا اے مسعود کھجور توڑو، حکم ملتے ہی آپ نے اپنی تہبند باندھا، ٹانگیں برہنہ ہوئی صحابہ ہنس پڑے، سرکار دو جہاں ﷺ نے پوچھا صحابہ کیوں ہنستے ہو، فرمایا رسول اللہ ﷺ ابن مسعود کی ٹانگین بہت پتلی ہے یہ سنتے ہی آقا علیہ السلام نے فرمایا میدان محشر میں میزان عدل میں مسعود کی ایک ٹانگ پہاڑ احد سے بھی زیادہ بھاری ہوگی۔ مسجد نبوی میں جب اعلان ہوا قرآن پڑھا گیا۔ خون خرابہ شروع ہوگیا اور ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اٹھا کر پٹکا گیا جس میں بائیں جانب سے ان کی دو پھلیاں ٹوٹ گئی۔ حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خلافت کی مدت پندرہ سال گیارہ ماہ اٹھارہ دن ہے۔ زبر اور زیر ذرا غور سے سنو اور اس کی دل کی تختی پر نقش کرلو بہت کام آئے گا۔ اسی قرآن کو پڑھ کر مسلمان ۷۳ فرقے میں بٹے ہیں اور سب اسی قرآن سے ایک دوسرے کے سوال کا جواب دیتے ہیں اور ایک دوسرے کو باطل کہتے ہیں۔ اپنے کو حق پہ ہونے کا سب وعدہ کرتے ہیں۔ گویا یہ قوم مسلم فتنہ اور فساد میں مبتلا ہوگئی اور محبت و اخلاق کا خاتمہ ہوگیا۔ فرقہ ذات نسل برادری کا وظیفہ پڑھا جاتا ہے۔ جب کہ قرآن مقدس سے استخارہ کا علم ظاہر ہے پھر بھی ایک دوسرے کی توہین کرنے میں لگے ہوتے ہیں۔ زبر اور زیر نے پیش سے کہا بھائی استخارہ کا علم اور عمل آسان ہے کیا جو تم سمجھا رہے ہو۔ پیش نے کہا استخارہ کا علم آسان ہے مگر عمل بہت مشکل ہے۔ عمل کرنے کے لئے اول تو سچ بولنا ہوگا کیوں کہ قرآن مقدس کا فرمان ہے سچے پہ اللہ تعالیٰ کی رحمت جھوٹے پہ لعنت ہے ساتھ ہی حلال رزق ہونا شرط ہوتا ہے۔ بھائی پیش دینی مدرسوں میں زکوٰۃ و فطرہ کا رقم لیا جاتا ہے

جس کو کھا کر قلب سیاہ ہو جاتا ہے یہی وجہ ہے کہ دعاؤں میں کچھ اثر نہیں ہوتا ہے۔ سنو بھائی زبر اور زیر سلطان المحققین حضرت شرف الدین یحییٰ منیری رحمۃ اللہ علیہ مکتوبات صدی میں لکھتے ہیں بھائی مظفر علماء ظاہر سے اس طرح پناہ مانگو جس طرح شیطان سے، ایک واقعہ تحریر فرماتے ہیں ایک بزرگ کہیں جا رہے تھے دیکھا ایک شیطان سر جھکائے بیٹھا ہے قریب گئے اور کہا ارے ملعون آج بہت اطمنان و سکون سے تو بیٹھا ہے تیری فطرت تو ایسی نہیں ہے مگر آج بہت آرام سے بیٹھا ہے آخر کیا وجہ ہے۔ شیطان نے جواب دیا حضور اب تو ہمیں اطمنان ہی اطمنان ہے بزرگ سے پوچھا وہ کیسے۔ شیطان نے جواب دیا جب سے یہ علماء ظاہر پیدا ہو گئے ہیں میرا کام اب یہی لوگ ہر جگہ خوب ٹھاٹھ سے کر رہے ہیں۔ سنو بھائی زیر اور زبر ایک جسمی محبت کا حال سنو۔ کہو بھائی پیش جب اس کی ابتدا ہوتی ہے تو آدمی دھرم، ذات، پات، اونچ نیچ، جنگل، پہاڑ، دریا، امیری، فقیری، رات، دن، بھوک، پیاس، نماز، روزہ، قرآن سب کو ترک کر کے صرف اپنے محبوب کو قریب تر ہونا چاہتا ہے جب جسمی محبت کا یہ حال ہے پھر روحی محبت کا حال سنو۔

نماز زاہدوں سجدہ سجود است نماز عاشقاں ترک وجوداست	ایمان جس کا نام ہے وحب رسول ہے گر یہ نہیں تو ساری عبادت فضول ہے
صد کتاب صد ورق درنار کن روئے خود تو جانب دلدار کن	طاق اوپر سب کتابیں رکھ دے تو ہے کہاں اس گل میں میرے گل کی بو

معلم کائنات

زبراور زیر کو پیش نے مخاطب کیا اور فرمایا معلم کائنات کا معنے جانتے ہو، زبر اور زیر نے کہا بھائی ہم تو تھوڑا کم جانتے ہیں آپ ہی بتا دیجئے تو بہتر ہے اچھا سنو مگر سر کی کھوپڑی کو کھول کر رکھنا۔ پہلے تو معلم کے معنے سمجھو، معلم کے معنے پڑھانے والا، راستہ بتانے والا۔ اب معلم کائنات کے معنے سمجھو، کائنات کے معنے دنیا حقیقت۔ اس دنیا کا معلم، یعنی ساری دنیا کو پڑھانے والا راستہ بتانے والا، حقیقت دیکھانے والا۔ معلم کائنات کا سہرا حضور ﷺ کے سر پہ بندھا ہے، کس نے باندھا ہے رب کائنات نے (یہ حقیقت ہے) مگر تاریخ تو یہ بتا رہی ہے بھائی زبر اور زیر حضرت جبریل متصل کعبہ آ کر اپنے دونوں پیروں کو خوب زور سے پٹکا، حضور ﷺ وہاں موجود تھے۔ حضرت جبریل کے دونوں پیر کو پٹکنے سے پانی کا چشمہ جاری ہوا۔ اس پانی سے جبریل نے وضو کی اور حضور ﷺ سے فرمائے آپ بھی اس طرح وضو کر لیجئے۔ جبریل کے کہنے پر آپ ﷺ نے وضو کر لی۔ اس کے بعد جبریل نے دو رکعت نماز پڑھی اور جبریل نے کہا آپ بھی اسی طرح دو رکعت نماز پڑھئے پھر حضور ﷺ نے دو رکعت نماز پڑھی۔ زبر اور زیر نے پیش سے پوچھا بھائی پیش متصل کعبہ تو آب زمزم ہے پھر کیا آب زمزم سوکھ گیا تھا، نہیں بھائی آب زمزم سوکھا نہیں تھا یہ جبریل اپنی کرامت دیکھانے آئے تھے بھائی پیش یہ بتایئے حضور ﷺ ۵۲ سال کی عمر میں معراج میں گئے تو نماز ملی تھی پھر یہ کون سی نماز تھی۔

بھائی تاریخ بتاتی ہے نفل نماز تھی۔ غار حرا میں آپ ؐ نے جو نماز پڑھی آپ کا رب اتنا خوش ہوا کہ عرش پہ بلایا۔

سنو بھائی زبر اور زیر حضور ﷺ ۱۷ سال کی عمر سے غار حرا میں عبادت کرتے تھے تو کون سی نماز پڑھتے تھے یہ نماز محبت تھی اس لئے کے کائنات کا وجود صرف لفظ محبت سے ہے، جہاں سے محبت ختم ہوئی عداوت شروع ہوگئی۔ حضرت بو علی شاہ قلندر رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

بولتے میں بولنے کی چاہ ہے بولتے میں دیکھو تو اللہ ہے
بولنے پہ بولتا شیدا ہوا بولتے سے بولتا پیدا ہوا
بولتے سے آشنائی کیجئے در پہ اس کے جبہ مسائی کیجئے
بولتا ہی بولنے کے سنگ ہے جس طرح برگ حنا میں رنگ ہے
بولتا گر جسم سے جاتا رہا بول پھر کسی سے کیا ناتا رہا

حضورﷺ جب غار حرا میں تھے تو حضرت جبریل گئے تھے قرآن پڑھانے کے لئے سنو بھائی زبر اور زیر میرا تو ایمان قرآن مقدس پہ ہے، قرآن مقدس میں معلم کائنات کا لفظ ہے، اس لئے جبریل آقا علیہ السلام کے ساتھ رہتے تھے کہیں ادب سیکھنے کے لئے تو کہیں علم سیکھنے کے لئے اور کہیں قرآن مقدس سیکھنے کے لئے ۔اے زبر زیر کیا تم نے نہیں سنا کے ایک روز حضرت جبریل نے سوال کیا تھا یارسول اللہ آپ کی عمر شریف کیا ہے تو حضورﷺ نے کہا جبریل تم ہی بتاؤ تمہاری عمر کیا ہے حضرت جبریل نے کہا ایک ستارا آسمان پر نمودار ہوتا ہے پھر ۷۰ سال کے بعد نمودار ہوتا ہے ہم نے اس ستارے کو ۷۲ ہزار بار دیکھا ہے۔ حضورﷺ نے اپنی پیشانی سے امامہ کچھ اوپر اٹھایا اور فرمایا وہ ستارا میں ہی تھا۔ سنو زبر اور زیر حضورﷺ نے فرمایا جبریل وہ ۷۲ ہزار بار ستارے کو تم نے دیکھا ہے میری پیشانی پہ میرے حسین کے زخموں کے نشان تھے۔ جس سے صبح قیامت تک اہل حق اسی روشنی میں اپنی زندگی بندگی تلاش کریں گے اور نجات ملے گی۔

دنیا میرے نبی کی عقبہ میرے نبی کا
ہر شے میں جلوہ گر ہے جلوہ میرے نبی کا

سعید مظہر

رب ھبلی امتی

پیش نے زبر اور زیر کو مخاطب کیا اور فرمایا جب میرے آقا علیہ السلام اس خاکدان گیتی پہ تشریف لائے اور سر کو سجدے میں رکھ کر تین بار فرمایا رب ھبلی امتی ۔رب ھبلی امتی ۔رب ھبلی امتی ۔ترجمہ اے رب میری امت کو بخش دے ۔اے رب میری امت کو بخش دے ۔اے رب میری امت کو بخش دے ۔کیا ان کی والدہ ماجدہ نے اس آواز کو نہیں سنا ہوگا، وہاں جو معجز خواتین تھیں کیا ان لوگوں نے نہیں سنی ہوگی، پھر خدمت کرنے والی دایا نے نہیں سنی ہوگی ۔زبر اور زیر نے پیش سے کہا ضرور سنی ہوں گی اس لئے کے ابوجہل کی بی بی نے خبر کیا کہ مبارک ہو آپ کو بھتیجہ وہ تو رب ھبلی امتی کہتے ہوئے پیدا ہوئے ہیں ۔ابوجہل اتنا خوش ہوا کہ میرا بھتیجہ اعلان نبوت کرتے ہوئے پیدا لیا ہے میرے گھر میں نبی کی آمد ہوئی ہے ۔وہ سب کو یہی کہتا کہ سب کے گھر میں بچہ پیدا لیتا ہے تو روتا ہوا پیدا لیتا ہے میرے گھر میں جو بچہ پیدا لیا ہے وہ رب ھبلی امتی کہتا ہوا پیدا لیا ہے اس خوشی میں اس نے اپنی لونڈی کو آزاد کر دیا ۔زبر اور زیر نے پیش سے کہا بھائی پیش یہ تو میرے نبی کا سب سے پہلا معجزہ ہے ہاں بھائی زبر اور زیر سنو بھائی زبر اور زیر دنیا کا ہر مسلمان اللہ تعالٰی کی بارگاہ میں التجا کرتا ہے کہ اے میرے رب میرے والدین کو بخش دے میرے خاندان والے کو بخش دے مجھے بخش دے ۔مگر جب کوئی پیر صاحب دعا کرتے ہیں تو کہتے ہیں اے رب میرے ماں باپ کو بخش دے، میرے مریدین کو بخش دے ۔پیر صاحب کی دعا سے پتہ لگ گیا کہ یہ پیر صاحب ہیں اور ان کے مریدین بھی ہیں کوئی نوجوان عالم جس کی شادی ابھی نہیں ہوئی ہے کیا وہ دعا میں کہہ سکتا ہے اے میرے رب میری بیوی کو بخش دے، نہیں بھائی پیش ایسا نہیں کہہ سکتا ہے کہ ابھی تو اس کی شادی ہوئی نہیں ہے ۔

سنو بھائی زبر اور زیر حضور ﷺ نے پیدا لیتے ہی رب ھبلی امتی کہا تو ظاہر ہو گیا کہ پیدا لینے والا بچہ نبی ہے جو اعلان نبوت کر رہا ہے پھر تواریخ بتا رہی ہے کہ چالیس سال کے بعد حضور ﷺ نے اعلان نبوت کیا۔ بھائی زبر اور زیر ان لوگوں کی عقل پہ ماتم کرو جن لوگوں نے اس طرح کی بات اپنی کتابوں میں لکھی ہے۔ پیش نے زبر اور زیر کو مخاطب کر کے فرمایا بھائی میرے نبی دوشنبہ کے دن پیدا ہوئے دوشنبہ سوموار کو کہتے ہیں ہم مسلمانوں کے لئے سوموار کا دن پہلا ہونا چاہئے۔ زبر اور زیر نے کہاں ہاں بھائی پیش ہم لوگوں کے لئے پہلا دن سوموار کا ہونا چاہئے۔ مگر مذہب اسلام میں شنبہ ایک شنبہ، پھر دوشنبہ یعنی سنیچر اتوار پھر سوموار اور سنو بھائی زبر اور زیر میرے نبی ربیع الاول شریف کے مہینے میں پیدا لئے۔ ہم مسلمانوں کے لئے ربیع الاول شریف کا پہلا مہینہ ہونا چاہئے۔ مگر اسلامی مہینہ محرم سے شروع ہوتا ہے اس کے بعد صفر کا مہینہ ہے اس کے بعد ربیع الاول شریف کا مہینہ ہے۔ پیش نے پھر مخاطب کیا زبر اور زیر کو کہا بھائی ایک دلچسپ بات سو اور غور سے سنو کسی کی پیدائش ہوتی ہے تو اسی روز سے عمر کی گنتی شروع ہو جاتی ہے ایسا تو نہیں کہ جس روز شادی ہوتی ہے یا سفر میں جاتے ہیں اس روز سے عمر کی گنتی ہوتی ہے، نہیں بھائی پیش ایسا نہیں ہوتا ہے تو سپریم کورٹ ہو پھر بھی بات بیوقوف کی طرح کرتے ہو، جب آدمی کی شادی ہوتی ہے یا سفر میں جاتا ہے اس روز سے عمر کی گنتی نہیں ہوتی ہے، عمر کی گنتی پیدائش کے روز سے ہی شروع ہوتی ہے۔

پیش نے مخاطب کیا زبر اور زیر کو اور کہا میرے نبی نے پیدا لیتے ہی اعلان نبوت کر دیا اور مذہب حسینی کی بنیاد اسی روز پر گئی۔ یعنی صبح صادق دوشنبہ کے دن سے ہی ولادت مصطفیٰ ﷺ کے دین حسینی کو شامل کیا جائے تو ۱۴۹۷ء ولادت مصطفیٰ ہوتا ہے۔ اس طرح دین حسینی کو ولادت مصطفیٰ کے دن سے ہی تحریر میں لانا افضل ہے اور حجرت سے ۱۴۴۶ھ ہے۔ سنو بھائی زبر اور زیر حضور ﷺ نے حسینی نسبت کی وجہ سے محرم کے مہینے سے شروع کی ہے یہ درست ہے۔

قلوب المومین عرش اللہ تعالیٰ

ترجمہ مومین کا قلب اللہ تعالیٰ کا عرش ہے۔

پیش نے زبر اور زیر کو مخاطب کر کے فرمایا حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام و حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کے ہاتھوں خانہ کعبہ کی تعمیر ہوئی۔ پتھروں اور گاڑھے سے خانہ کعبہ کی دیواریں کھڑی کی گئی اور اس پہ چھت ڈالی گئی۔ حضور ﷺ کو حالت نماز میں بارگاہ الٰہی سے حکم ملا کہ بیت المقدس سے رخ پھیر کر خانہ کعبہ کی طرف رخ کرلیں۔ حضور ﷺ نے اپنے رخ کو خانہ کعبہ کی طرف کرلیا اور حکم ملتے ہی مقتدیوں نے بھی اپنے رخ کو خانہ کعبہ کی طرف کرلیا۔ اب مسلمانوں کو تاقیامت نماز کی نیت کرتے وقت منہ میرا کعبہ شریف کی طرف اللہ اکبر کہنا ہے اگر کعبہ شریف کی طرف رخ نہ ہو تو نماز نہیں ہوگی۔ حاجیوں کو دوران حج میں خانہ کعبہ کا سات بار طواف کرنا اور سنگ اسود کا بوسہ لینا ہوتا ہے۔ یہ طریقہ ارکان حج میں شامل ہے زبر اور زیر نے پیش سے کہا حضرت ابراہیم علیہ السلام اور اسمٰعیل علیہ السلام تو اللہ تعالیٰ کے بندے اور پیغمبر ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے بندوں کے ہاتھوں بنا خانہ کعبہ شریف پتھروں اور گاڑھے سے اس کا طواف اور سنگ اسود کا بوسہ لینا ارکان حج میں ضروری ہے۔ زبر یہ بتاؤ اے بھائی پیش تو تو سپریم کورٹ ہو مجھ کو کس نے بنایا ہے اور میرے باپ حضرت آدم علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے فرشتوں سے سجدہ کرایا تھا اور جس نے سجدہ کرنے سے انکار کر دیا تھا اللہ تعالیٰ اس کی گردن میں لعنت کا طوق ڈالا تھا اور اپنی بارگاہ عظمت سے نکال دیا تھا۔ پیش نے مسکراتے ہوئے زبر اور زیر سے کہا بھائی صحبت کا کچھ اثر تو دیکھ رہے ہیں حضور ﷺ نے فرمایا مومن کا قلب اللہ تعالیٰ کا عرش ہے اس کو اور قریب سے سمجھو زبر اور زیر مومن جہاں دفن ہیں وہیں اللہ تعالیٰ کا عرش ہے۔ وہیں سجدہ وہیں طواف ہے اس لئے ہر بندے کی التجا وہاں پوری ہوتی

ہے، منتیں پوری ہوتی ہے۔ بھائی زبراورزیر سنوعرش پہ فرش نہیں ہے بلکہ فرش پہ عرش ہے سنو بھائی زبراورزیر

حضرت خواجہ معین الدین چشتی سنجری اجمیری رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

زاہد میکرد منع سجدہ درپیش بتاں

روی یارم دیدواز شرمش بہ پیش افتادسر

ترجمہ۔زاہد مجھے بتوں کے سامنے سجدہ کرنے سے منع کرتا تھا۔جب اس نے میرے یار کا مکھڑا دیکھاتو خود بھی شرم کے مارے سجدہ میں گرگیا۔

حضرت خواجہ حافظ شیرازی رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

برزمین کے نشان کف پائے تو بود

سالہا سجدہ صاحب نظراں خواہد بود

ترجمہ۔جس خطہ زمین پراے محبوب تیرے قدموں کا نشان ہے صدیوں تک اہل نظراس پرسجدہ کرتے رہیں گے۔

جاکے بتخانے میں کس طرح نہ سجدہ کرتے

بت میں بھی تو نظر آیا تو بتاکیا کرتے

حضرت عاصی غازی پوری

کعبہ میں بھی حیراں ہوں کے سجدہ کدھر کروں

کعبہ میں بھی وہی بت کافر نظر میں ہے

بیدم شاہ وارثی

سنبھالا دل کو ہر ممکن مگر یہ کچھ نہ سنتا ہے
بت کافر کے در جا کر ازل سے سجدہ کرتا ہے

سعید مظہر

ازل سے بن کے آیا ہوں بتانے عشق کا بندہ
بتوں میں تو نظر آیا بتا سجدہ کدھر کرتا

سعید مظہر

موم تھا دل میرا جانے کیسے پتھر ہو گیا
نفس باطل کے لئے ہر سانس خنجر ہو گیا
کون کہتا ہے خدا بت گر نہیں
پتلۂ آدم بنا کر جلوہ گر پھر ہو گیا

سعید مظہر

وما ارسلنک الا رحمت اللعٰلمین

ترجمہ۔اے محبوب ہم نے آپ کو سارے عالم کے لئے رحمت بنایا۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا میرے محبوب آپ ﷺ رحمت اللعٰلمین ہیں آپ کا وجود سب کے لئے رحمت ہے جیسے ہوا، پانی، زمین، آسمان، چاند، سورج سب کے لئے ہے۔پیش نے زبر اور زیر کو مخاطب کر کے فرمایا جب سرکار مدینہ کی بارگاہ میں حضرت جبریل امین اس آیت مبارکہ کو لے کر حاضر ہوئے۔اس وقت حضور ﷺ خاموش بیٹھے ہوئے تھے۔حضرت جبریل نے آیت مبارکہ کو پڑھ کر سنایا۔پھر بھی آپ خاموش بیٹھے تھے۔حضرت جبریل دوسری اور تیسری بار سنایا۔اس وقت حضرت جبریل حیران ہیں نہ آپ میری طرف دیکھ رہے ہیں نہ کچھ بول رہے ہیں آخر ماجرا کیا ہے جب کہ آپ کے رب نے مکہ اور مدینہ کا نہیں بلکہ سارے عالم کے لئے رحمت بنایا ہے، حضرت جبریل ابھی سوچ ہی رہے تھے کہ حضور ﷺ لب کشا ہوئے اے میرے پروردگار تیرا لاکھ لاکھ شکر ہے کہ تو نے ہمیں سارے عالم کے لئے رحمت بنایا ہے اب میری ایک التماس ہے جس طرح تو نے مجھے سارے عالم کے لئے رحمت بنایا ہے میری امت کو بھی سارے عالم کے لئے رحمت بنا دے۔

حضور ﷺ کی دعا بارگاہ رب العزت میں مقبول ہوئی۔ایک طرف تو آنکھوں سے اشک رواں ہے تو دوسری جانب چہرہ انور سے مسرت ظاہر ہے یہی وجہ ہے کہ دنیا کا کوئی جگہ ہو جہاں اللہ تعالیٰ کے ولی اور غلامان مصطفیٰ موجود نہ ہوں۔

جہاں کا نٹا ہے کنکر ہے وہیں ظالم ستمگر ہے
اسی بنجر زمیں پہ دیکھئے رسول اللہ کا دلبر ہے

یہاں پہ کفر ظلمت گھٹا صدیوں سے تھی چھائی
صدائیں آ رہی ہیں نعرۂ تکبیر اللہ اکبر ہے

سعید مظہر

زبر اور زیر نے پیش سے پوچھا بتاؤ بھائی پیش جنگ تو دشمنوں سے ہوتی ہے نہ کے دوست سے۔ پیش نے جواب دیا نہیں بھائی زبر اور زیر جنگ دشمنوں سے ہوتی ہے مگر تواریخ بتا رہی ہے کہ آقا علیہ السلام نے جنگیں لڑی ہے قرآن مقدس میں جنگوں کا کوئی ذکر نہیں ہے، رحمت اللعلمین ہونے کا ذکر ہے۔ حضور ﷺ نے جن لوگوں سے جنگ لڑی یا کسی کو قتل کیا پھر ان لوگوں کے لئے رحمت کیسے ہو سکتے ہیں۔ قرآن مقدس اعلان کر رہا ہے آپ کا وجود سب کے لئے رحمت ہے۔ سنو بھائی زبر اور زیر میرا ایمان قرآن مقدس پہ ہے، یہ اللہ تعالیٰ کی مقدس کتاب ہے کبھی غلطی ہو ہی نہیں سکتی ہے تواریخ غلط ہو سکتی ہے۔ حضور ﷺ کے غلاموں کی ایک لمبی فہرست ہے کسی ولی اللہ نے جنگ لڑی ہو تو بتاؤ جیسے نمبر۔۱ حضرت شیخ محی الدین عبدالقادر جیلانی رحمتہ اللہ علیہ ہیں، نمبر۔۲ حضرت خواجہ معین الدین چشتی اجمیری رحمتہ اللہ علیہ ہیں، نمبر۔۳ حضرت قطب الدین بختیار کا کی رحمتہ اللہ علیہ ہیں، نمبر۔۴ حضرت صوفی عبدالحمید ناگوری رحمتہ اللہ علیہ ہیں، حضرت بندہ نواز گیسو دراز رحمتہ اللہ علیہ ہیں، نمبر۔۵ حضرت بابا فرید الدین گنج شکر رحمتہ اللہ علیہ، نمبر۔۶ حضرت مخدوم علاء الدین صابر کلیری رحمتہ اللہ علیہ، نمبر۔۷ حضرت محبوب الٰہی نظام الدین اولیا چشتی رحمتہ اللہ علیہ ہیں، نمبر۔۸ حضرت مخدوم شرف الدین یحییٰ منیری رحمتہ اللہ علیہ ہیں، نمبر۔۹ حضرت مخدوم سید اشرف جہانگیر کچھوچھوی رحمتہ اللہ علیہ ہیں۔ سنو بھائی زبر اور زیر میں پہلے بتا چکا ہوں کہ حضور ﷺ نے ایک ایسی ٹیم بنائی تھی جس کا نام اصحاب صفہ رکھا تھا یہ لوگ کبھی بھی کسی جنگ میں شریک

نہیں ہوتے تھے اور نہ مسجد نبوی میں نماز پڑھنے کے لئے جایا کرتے تھے۔ حضرت علامہ اقبال رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

ادائے دید سراپا نیاز تھی تیری
کسی کو دیکھتے رہنا نماز تھی تیری
اذاں ازل سے میرے عشق کا ترانہ بنی
نماز ان کے نظارہ کا ایک بہانہ بنی
جگنوں بھی ایک پتنگا کیرا بھی ایک پتنگا
ایک روشنی کا طالب ایک روشنی سراپا

قال رسول اللہ ﷺ من زار قبری وجبت لہ شفاعتی ط

ترجمہ جس نے میری قبر کی زیارت کی اس پہ میری شفاعت واجب ہے۔

پیش نے زبر اور زیر کو مخاطب کیا اور کہا سنو بھائی دنیا تو کسی نہ کسی طرح کٹ ہی جائیگی مگر قبر کا مسئلہ اعمال پر ہے دنیا میں جتنا ڈنگ ڈھنگ مار لو کتابیں لکھ دو اور اوچے اوچے القاب حاصل کرلو۔ آخرت کا پہلا زینہ قبر ہے وہاں منکر نکیر آئیں گے سوال پوچھیں گے جس کا جیسا اعمال ہوگا جواب دے گا۔ حضور ﷺ نے فرمایا جس نے میری قبر کی زیارت کی اس پہ میری شفاعت واجب ہے سنو بھائی زبر اور زیر ایک پڑھا لکھا طبقہ کہتا ہے کہ یہ حدیث ضعیف ہے افسوس ہے یہ علم ذکوۃ اور فطرہ کھا کر حاصل کیا ہے ولی اللہ نے جو اپنی زبان سے کہا وہی ہوا۔ مٹی ہے دنیا کہتی ہے مٹی ہے مٹی کو ولی اللہ نے کہہ دیا سونا ہے تو پھر مٹی سونا ہے اس لئے کہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے جو میری معرفت حاصل کرتا ہے میں اس کی زبان بن جاتا ہوں وہ کبھی جھوٹا ہو ہی نہیں سکتا ہے جھوٹا کبھی ولی نہیں

ہوسکتا، جھوٹے پہ اللہ تعالیٰ کی لعنت ہے، اللہ تعالیٰ کے محبوب نے کہہ دیا کہ جس نے میری قبر کی زیارت کی اس پہ میری شفاعت واجب ہوگئی، جب اللہ تعالیٰ اپنے ولیوں کی زبان کو رد نہیں کرتا تو پھر اپنے محبوب کی زبان کو کیسے رد کردے گا۔ حدیث مصطفیٰ کو ضعیف کہنے والے خد ضعیف ہیں۔ سنو بھائی زبر اور زیر شفاعت جس کی ہوگئی وہی جنت کا حقدار ہے مگر علامہ اقبال فرماتے ہیں۔

اشک غم حسین میں جنت ملی مجھے

جنت ملی تو ہم نے فقیروں میں بانٹ دی

پیش نے پھر زبر اور زیر کو مخاطب کر کے فرمایا۔ بھائی میرا تو یہ ایمان ہے کہ آقا علیہ السلام کا کوئی قول محدود نہیں ہے بلکہ لامحدود ہے قرآن مقدس میں اللہ تعالیٰ نے اصحاب کہف کا ذکر فرمایا۔ ظالم بادشاہ کے ڈر سے رات کی تاریکی میں چند اللہ تعالیٰ کے نیک بندے چلے ان کے ساتھ ان کا کتا بھی ساتھ ہوگیا۔ ہر چند کوشش کے بعد بھی کتا واپس نہ ہوا۔ صبح ہونے والی تھی کہ یہ لوگ ایک غار میں چھپ گئے اور سو گئے کتا بھی ساتھ میں سو گیا۔ جب قیامت کے دن اٹھائے جائیں گے، جب رب کے سامنے ہوں گے ان مقتدیوں کے ساتھ رہنے والا بھی کتا جنت میں داخل ہوگا۔ حضور غوث پاک کا کپڑا دھونے والا دھوبی قبر میں گیا تو منکر نکیر نے آکر سوال کیا۔ آپ کے دھوبی نے کہا میں حضرت کا کپڑا دھوتا ہوں پھر سوال کیا پھو وہی جواب تھا منکر نکیر سوچنے لگے آخر میں سوال کرتا ہوں مگر جواب حضرت کا کپڑا دھوتا ہوں۔ اللہ تعالیٰ حاضر وناظر ہے ایک غیبی آواز نے منکر نکیر کے ذہن فکر کو جھنجھوڑ دیا اسے سونے دو یہ میرے محبوب کے محبوب کے یہاں کا دھوبی ہے۔ زبر زیر کچھ بات سمجھ آئی۔ صحبت، خدمت وزیارت ایک لازوال نعمت ہے۔

بشان عشق کے بندوں سے اپنا دل منور ہے	مکاں میں رہ کے ہر پل لامکاں کی سیر کرتا ہے

سعید مظہر

واردات اسلامیہ فتح خیبر کے بعد حضور ﷺ

فتح مکہ کے بعد حضور ﷺ نے غلط تعمیر کعبہ کو درست کرنا چاہا تھا۔ کیوں کہ قصی بن کلاب کے زمانے میں کعبہ کے غلط تعمیر کر دینے کی وجہ سے عربوں کے عقائد بھی غلط ہو چکے تھے مگر حضرت عمر نے حضور ﷺ کی اس درستی سے اختلاف کر کے کہا کہ کعبہ کو نہ گرایا جائے کہئے تو ہم اس کالے پتھر کو ہی نکال کر پھینک دیں، تب حضور ﷺ نے فرمایا ایسا نہیں کرو، یہ پتھر حجر اسود ہے یہاں ہی رہے گا، حضرت عمر کی اس رکاوٹ سے قبلہ و کعبہ کی درستی نہیں ہو سکی، البتہ حضور ﷺ نے ایک سمت چھ گز بڑھا کر ایک نصف قطر حطیم بنا کر حد قائم کر دی اور فرمایا کعبہ حطیم تک اصل حدود و قبلہ کعبہ کی ہے، جیسا کہ حضور ﷺ کی ایک خادمہ نے حضورؐ سے دریافت فرمایا کیا اس حطیم تک کعبہ ہے، حضور نے فرمایا ہاں حطیم بھی کعبہ میں ہے پھر خادمہ نے کہا حضور پھر حطیم کو اونچا کر کے دیوار کعبہ میں ملا دیا جائے تو حضور نے فرمایا کفر و جہالت کا زمانہ ابھی تمہاری قوم کے سر سے جلد ہی گزرا ہے ابھی ایسا کر دینے سے انہیں ناگوار گزرے گا (از بخاری حصہ اول صفحہ ۱۴۴ اور صفحہ ۵۸۵) جب کچھ دنوں کے بعد مکہ والے دور دور ملکوں میں جا کر حکمرانی کرنے لگے، ملک شام میں بنو امیہ کی حکومت تھی۔ اس وقت شہر مکہ میں حضرت عبداللہ بن زبیر کی حکومت تھی۔ حضرت عبداللہ بن زبیر نے سب سے پہلا کام یہ کیا کہ قصی بن کلاب کی تعمیر کعبہ کو توڑ کر حضور کی خواہش کے مطابق حطیم کی دیواروں کو اونچا کر کے کعبہ کی دیواروں سے ملا دیا۔ جس سے کعبہ کی لمبائی حضرت ابراہیم وحضرت اسمٰعیل کی تعمیر کے مطابق ۳۲ گز ہوگئی۔ اسی کے مطابق غلاف کعبہ بھی چڑھایا گیا، حضرت عبداللہ بن زبیر کی اس تعمیر سے اہل شام (بنوامیہ) کے حکمراں ناراض ہوگئے کہ قصی بن کلاب کے تعمیر کردہ کعبہ کو کیوں

مسمار کیا گیا جس کو حضرت عمر بھی پسند کرتے تھے۔ لہٰذا حضرت عبداللہ بن زبیر نے جواب دیا کہ حضرت ابراہیم وحضرت اسمٰعیل کی تعمیر صحیح تھی جس کو حضور پسند کرتے تھے۔ اس لئے قصی بن کلاب کی تعمیر کو مسمار کر کے حضور کی خواہش کے مطابق کعبہ بنا دیا ہے مگر اس جواب سے بنوامیہ مطمئن نہیں ہوئے۔ پس عبدالملک بن مروان نے حجاج بن یوسف کو کمانڈر بنا کر شہر مکہ پر حملہ کرنے کا حکم دیا اور کہا ابوقبیس میں بارودی منجنیق کو نصب کرا کے دیوار کعبہ کو اڑادے اور عبداللہ بن زبیر کو قتل کر کے اس کا سر اپنے ہاتھوں سے کاٹے اور کعبہ کو بطرز سابق جیسا کہ عبداللہ بن زبیر سے پہلے تھا بنادے۔ حجاج بن یوسف نے حکم کی تعمیل کی کہ شہر مکہ پر حملہ کر کے منجنیق سے دیوار کعبہ کو اڑادیا اور غلاف کعبہ کو جلوادیا اور عبداللہ بن زبیر کو قتل کر کے سر کاٹ لیا اور کعبہ کو پھر اس کے مطابق بنادیا جیسا کہ قصی بن کلاب نے بنوایا تھا۔ حجاج بن یوسف کا تعمیر کردہ کعبہ چوکور آج تک موجود ہے جس کو خلیفہ ہارون رشید نے بھی ابراہیمی تعمیر کے مطابق بنوانا چاہا تھا مگر امام مالک نے فتوی صادر کیا کہ اب قیامت تک کعبہ نہیں بنوایا جاسکتا ہے یہ بادشاہوں کا کھلونا نہیں ہے۔ (ابن کثیر۔ ابن جوہر۔ حاشیہ قرآن۔ انتخاب مضامین شبلیؒ کعبہ کی حقیقت)

جب فتح خیبر کے بعد آنحضرت ﷺ قلعہ قموس سے واپس آئے تو ایک یہودی عورت نے آپ کو بھونے ہوئے گوشت میں زہر کھلا دیا۔ اس سے آپ پر کوئی اثر نہ ہوا۔ وہ عورت پشیماں ہوئی اور مسلمان ہوگئی۔ ایک اور روایت میں ہے کہ آنحضرت و کے ساتھی جنہوں نے زہر آلود گوشت کھایا تھا فوت ہوگئے تو آنحضرت ﷺ نے اس قتل کے بدلے میں اس عورت کو قتل کرادیا۔ ہجرت کے دوسرے سال کفار کے ساتھ جہاد کی ابتدا ہوئی۔ آنحضرت ﷺ کے غزوات کی تعداد انیس ہے بعض روایات کے مطابق اکیس بعض روایات کے مطابق ستائس ہے۔

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ

چند دنوں کے بعد حضرت مغیر شعبہ کے غلام ابو اولوالمعروف فیروز نے آپ پہ خنجر کا وار کیا۔ تین دن کے بعد آپ نے جام شہادت نوش فرمایا۔ اور حضرت عائشہ صدیقہ کی اجازت سے آنحضرت ﷺ کے روضہ مبارک میں حضرت ابو بکر صدیق کے پہلو میں دفن کئے گئے۔ خلافت کی مدت دس سال اور چند ماہ تھی۔ عمر شریف ۵۴، ۵۸، ۵۶، ۶۳ مختلف روایات ہیں بروز اتوار پہلی محرم ۲۳ ہجری وصال ہوا۔

حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

کہتے ہیں کہ محمد بن ابوبکر نے آ کر آپؓ کی ریش مبارک پکڑی۔ آپؓ نے فرمایا اے بیٹے اگر تیرا باپ زندہ ہوتا تو اس داڑھی کا وہ بھی شرم کرتا۔ محمد شرمندہ ہوا اور باہر چلا گیا۔ اس کے بعد ایک اور آدمی جو پست قد اور ازرق چشم تھا جس کا نام رواں بن سرخان تھا۔ خنجر تان کر ان کے سر پر جا پہنچا اور اس خلیفہ کو شہید کر ڈالا۔ آپ کے خون کے قطرات قرآن مجید پر جا پڑے اور آپ کی روح مبارک روضہ رضوان میں جا پہنچی۔ آپ کی خلافت کی مدت پندرہ سال اگیارہ ماہ اور اٹھارہ دن ہے عمر شریف نوے سال تھی ۳۵ھ وصال جنت البقیع میں دفن ہوئے۔

حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم رضی اللہ تعالیٰ عنہ

جب ہجرت سے چالیسواں سال شروع ہوا۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم اکثر فراق آمیز باتیں کرنے لگے ایک دن انہوں نے حضرت امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ و امام حسین کو بلایا اور وصیت فرمائی اور وہ امانت جوان کے رسول ﷺ سے ملی تھی خلافت امامت کے ساتھ حضرت امام حسن کے سپرد کی۔ روضۃ الشہدا میں لکھا ہے کہ اس رات آپ کی شہادت کا واقعہ پیش آیا۔ آپ تمام رات عبادت اور شوق حضور میں جاگتے رہے صبح کے اول وقت میں وضو فرمایا اور مسجد میں جا کر نماز میں مشغول ہو گئے۔ نماز کی حالت میں ابن ملجم ملعون نے زہر آلود تلوار کی ضرب آپ کے سر مبارک پر ماری جس سے مغز کٹ گیا۔ الغرض حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے قسم کھائی کہ شکر ہے میں مطلوب کے وصال سے مشرف ہو گیا ہوں۔ یعنی قید وجود سے رہائی پا کر دوست سے واصل ہو گیا یوں اس کے بعد امام حسن سے فرمایا کہ امامت کے فرائض ادا کر کے لوگوں کے ساتھ نماز پڑھو۔ انیس ماہ رمضان ۴۰ھ کو ابن ملجم نے آپ کو زخمی کیا اور ماہ مذکور کی اکیس تاریخ کو آپ نے جان مشاہدہ حق میں تسلیم کر دی۔ عمر شریف ۶۳ سال ہے۔

حضرت امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ

تاریخ طبری اور خزانہ جلالی میں لکھا ہے کہ اس سے امیر معاویہ کے دل کو تسکین نہ ہوئی اور حضرت امام حسن کی جان کے پیچھے پڑے رہے آخر کار انہوں نے اسما بنت اشعب زوجہ امام حسن کو بڑے بڑے انعامات کا لچ دے کران کے قتل پہ آمادہ کرلیا اور اس ناقص العقل اور ناقص الدین نے آپ کو زہر دے دی۔ جب حضرت امام حسن نے دیکھا کہ میری زندگی تمام ہوچکی ہے حضرت امام حسین کو اپنے پاس بلا کر خلافت و امامت کی امانت ان کے سپرد کر دی اور اٹھائیس صفر ۵۰ھ میں وصال فرمایا۔ آپ کی عمر شریف سینتالیس سال اور مدت خلافت چھ ماہ تھی۔ عبدالملک کے زمانے میں ۷۳ھ میں حجاج بن یوسف عبداللہ بن زبیر کو مکہ معظّمہ میں قتل کیا اور خانہ کعبہ پر گولہ باری کی۔ ۷۷ھ میں عدی بن طائی جس کی عمر ایک سو بیس سال تھی جو جنگ صفین میں حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے ہمراہ لڑا تھا مکہ معظّمہ میں وفات پائی۔ حضرت عبداللہ بن عباس نے بھی عبدالملک کے زمانے میں ۷۸ھ میں ۷۱ سال کی عمر میں وفات پائی الغرض ان بزرگان کی وفات کے بعد سلاطین بنی امیہ بے خوف ہو گئے جس طرح کے فرعون حضرت موسیٰ علیہ السلام کی پہلی ہجرت کے بعد بے خوف تھا۔ پس انہوں نے دست ظلم دراز کیا۔ الغرض تمام بنی امیہ بن امیر معاویہ سے مروان بن محمد تک چودہ آدمیوں نے تقریباً ایک سو سال حکومت کی اور اہل بیت پر قسم قسم کے مظالم ڈھاتے رہے۔ اس کے بعد تائید مزدی سے جمعہ کے دن ۱۳ ربیع الاول ۱۳۲ھ کو ابو العباس عبداللہ بن محمد بن علی بن عبداللہ بن عباس بن عبدالمطلب نے بنی امیہ کے خلاف خروج کیا اور ابو مسلم خراسانی کی امداد سے جمعہ کے دن تاریخ مذکور مسند خلافت پر متمکن ہوا۔ حضرت امام حسین اور تمام اہل بیت کے خون کا بدلہ لینے کی

خاطر بنی عباس نے سیاہ کپڑہ پہن لئے اور سیاہ جھنڈے بلند کر کے بے شمار لشکر جمع کیا اور بنی امیہ کے در پئے ہو گئے۔ محمد بن مروان جو بنی امیہ کا آخری حکمراں تھا ان کے ساتھ جنگ کی لیکن وہ اپنے تمام لشکر اور قبیلہ کے ساتھ مارا گیا۔ اس کی تفصیل تاریخ طبری اور روضۃ الصفا میں موجود ہے۔

حاصل کلام یہ کہ محمد بن مروان کے قتل کے بعد ابوالعباس عبداللہ نے حکم عام دے دیا کہ تمام ممالک اور تمام شہروں میں جہاں بنی امیہ اور ان کے معاونین ملیں بلا سوال و جواب انہیں قتل کر دیا جائے۔ پس اس قوم میں سے کوئی زندہ نہ بچا۔ اس کے بعد اس نے حکم دیا کہ بنی امیہ کی تمام قبروں کو کھود کر ان کی ہڈیوں کو جلا دیا جائے تا کہ اس قوم کا کوئی نشان نہ رہ جائے۔ پس انہوں نے حضرت معاویہ یزید دیگر لوگوں کی قبروں کو کھودا اور ان کی ہڈیوں کو جلا دیا اور قبروں کو مسمار کر دیا۔ اور ان کا کوئی نشان باقی نہ چھوڑا۔ اس کے بعد بنی عباس سلطنت کے امور میں مشغول ہو گئے۔ اس زمانے میں صوفیائے کو حیرت کے سوائے کسی چیز کے ساتھ سروکار نہ تھا۔ اس معاملات کے باوجود اکثر علمائے امت بنی عباس کی خلافت کے جواز میں متفق ہیں۔ اور تمام خلفائے بنی عباس کو رسول اللہ ﷺ کا جانشیں مانتے ہیں۔ علمائے وقت نے دیگر سلاطین مثل سلطان محمد غزنوی اور مسلمان سنجو سلجونی جو خلفائے بنی عباس کے ہم عصر تھے کے حق میں یہ فتویٰ دیا کہ پہلے خلفائے بنی عباس سے خلافت حاصل کریں اور ان کی نیابت میں حکومت کریں۔ چنانچہ پانچ سو سے زاید عرصہ تک اسلامی ممالک کے تمام حکمراں اسی طرح کرتے رہے۔

حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ

اپ ائمہ اہل بیت میں سے تیسرے امام ہیں آپ کی ولادت منگل کے دن ماہ شعبان ۴ھ میں مدینہ منورہ میں ہوئی۔ تاریخ طبری میں لکھا ہے کہ جب امیر معاویہ نے وفات پائی تو ان کی وصیت کے مطابق یزید بن معاویہ مسند خلافت پر بیٹھا۔ تمام اہل شام نے اس کی بیت کی۔ اس نے تمام سرحدوں کی طرف خطوط لکھے۔ پہلا خط اس نے ولید بن عقبہ کو جو اس کے باپ کی طرف سے حاکم مدینہ تھا۔ جس میں حکم یہ دیا کہ چار شخصوں سے میرے لئے بیعت حاصل کرو یعنی عبدالرحمٰن بن ابوبکر صدیق، عبداللہ بن عمر فاروق، عبداللہ بن زبیر، حسین بن علی کرم اللہ وجہہ اگر بیعت کرلیں تو بہتر ورنہ ان سے بنا کر رکھو۔ جب ولید کے پاس خط پہنچا تو اس سے مروان بن حکم کے ساتھ مشورہ کر کے ان چاروں مستحقین خلافت کو یزید کی بیعت کی دعوت دی۔ جب یہ امیر معاویہ کی حکومت سے راضی نہ تھے۔ یزید سے کس طرح بیعت کرتے۔ اس لئے خواہ مخواہ شر پیدا نہ ہو۔ وہ سب مکہ معظّمہ چلے گئے۔ جب یہ خبر مشہور ہوگئی کہ حضرت امام حسین وغیرہ نے یزید کی بیعت قبول نہ کی اور مکہ معظّمہ چلے گئے ہیں تو کوفہ کے لوگ اس خبر سے خوش ہوئے۔ اور امام حسین کی خدمت میں محضر نامہ لکھ کر قاصدوں کے ذریعہ ان کے پاس بھیجا کہ آپ اٹھیں اور اپنا حق سنبھالیں تا کہ ہم اپنی جانیں آپ کی خاطر قربان کریں۔ کوئی بارہ ہزار آدمیوں نے متفق ہوکر یہ پیغام یہ خبر سن کر امام حسین بہت خوش ہوئے اور اپنا سارا کنبہ لے کر کوفہ کی طرف روانہ ہوئے حضرت عبداللہ بن عباس نے بہت سمجھایا کہ کوفہ کے لوگ بہت بے وفا ہیں۔ ان پہ اعتبار نہ کریں اور اپنے بال بچے کے ساتھ نہ لے جائیں اگر اہل کوفہ آپ کے وفادار ہیں تو انہوں نے یزید کو کوفہ سے باہر کیوں نہ نکال دیا لیکن

حضرت عبداللہ ابن عباس کی نصیحت کارگر نہیں ہوئی اور امام حسین اپنے ہمراہ چالیس سوار اور ایک سو پیادہ لے کر مکہ سے روانہ ہوئے۔ یزید کے خیر خواہوں نے یہ خبر اس کو پہنچادی جس سے وہ سانپ کی طرح پیچ وتاب کھانے لگا اور عبداللہ بن زیاد کو خط لکھا کہ بصرہ سے لشکر جمع کر کے امام حسین کو راستے میں جا کر ملو۔ اگر میری بیعت قبول کریں تو بہتر ورنہ ان کو ان کے تمام خیر خواہوں سمیت قتل کر دو۔ عبداللہ بن زیاد نے عمرو بن سعد کو صحرا میں روانہ کیا۔ محرم کی پہلی تاریخ کو حضرت امام حسین نے قادسیہ سے تین میل دور پڑاؤ کیا۔ عمرو بن سعد نے ایک آدمی آگے بھیجا کہ لشکر کے لئے کیمپ کی جگہ تلاش کیجئے۔ وہ جب قادسیہ سے تین میل کے فاصلہ پر پہنچا تو حضرت امام حسین کو دیکھا اور پوچھا کہ اے مسلمانوں کے امام آپ کہاں جانا چاہتے ہیں۔ آپ نے جواب دیا کوفہ جا رہا ہوں۔ اس نے کہا آپ واپس جائیں کیوں کہ عمر بن سعد چار ہزار لشکر کے ساتھ پہنچ چکا ہے اور اس نے مسلم بن عقیل جسے آپ نے پہلے بھیجا تھا کوفہ میں ان کو قتل کر دیا گیا ہے۔ حضرت امام حسین عالی مقام وہاں سے کوچ کر کے کربلا کے صحرا میں پہنچ گئے۔ اور وہاں قیام کیا عمر بن سعد پیچھے کی طرف سے پہنچ گیا۔ کوفہ کے لوگوں نے بے وفائی کی اور اس سے مل گئے اور دریائے فرات کا پانی رسول اللہ ﷺ کے اہل بیت پر بند کر دیا تا کہ پیاسے مر جائیں۔ گفت وشنید میں ایک ہفتہ گزر گیا۔ جمعہ کے دن دس محرم ۶۱ھ کو جنگ چھڑ گئی۔ حضرت امام صاحب اپنے تمام بھائیوں اور بیٹوں کے ساتھ پیاسے جنگ میں مشغول ہو گئے۔ آخر اسی روز پانچ بھائیوں، تین بیٹوں اور ۸۰ جانثاروں سمیت شہید ہو گئے آپ کا سر مبارک کاٹ کر یزید لعین کے پاس لے گئے۔ آپ کی عمر اٹھاون اور دوسری روایت کے مطابق ستاون سال تین ماہ اور دو دن ہے تاریخ طبری میں لکھا ہے کہ تمام شہدا تین دن تک میدان کربلا میں پڑے رہے اس کے بعد قبیلہ بنی اسد کے لوگوں نے آ کر امام حسین کو دفن کیا۔ اور علی اکبر بن حسین کو

ان کی پائیتں میں دفن کیا باقی شہدا کو بھی انہوں نے ایک جگہ اکٹھا کر کے دفن کر دیا۔ حضرت عباس ان کو علیحدہ جگہ سڑک کے کنارے دفن کیا۔ وہ امام حسین کے محبوب ترین بھائی اور ان کی فوج کے علمبردار تھے۔ جب عباس شہید ہوئے تو امام حسین نے فرمایا اب میری کمر ٹوٹ گئی ہے اور مجھے زندگی سے کوئی دلچسپی نہیں رہی۔ الغرض تمام اہل بیت یکبارگی چل بسے سوائے زین العابدین بن حسین کے جو خیمے میں مریض تھے۔ امام حسین نے خلافت اور امامت کی امانت ان کے سپرد کی اور جان جاں پرور کے حوالہ کر دیا حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے بیٹوں میں سے محمد حنیفہ اور عمر جو اس وقت امام حسین کے ساتھ نہ تھے زندہ رہ گئے۔ حضرت بندہ نواز گیسودراز اپنی ایک کتاب میں لکھتے ہیں کہ میں مجتہدان امت محمدی ﷺ پر حیران ہوں کہ امت کے لوگوں نے آنحضرت ﷺ کے بیٹوں کو بے گناہ قتل کر دیا اور پھر بھی ان کی مسلمانی باقی رہ گئی۔ ہمارے خواجگان چشت کے ملفوظات میں اکثر جگہ حضرت خواجہ فریدالدین گنج شکر اور دیگر خواجگان نے یہی فرمایا ہے کہ اے کافرو تم نے رسول خدا ﷺ کے فرزندوں کو کیوں بے پناہ قتل کیا۔ حضرت مخدوم جہانیاں شیخ جلال الدین بخاری قدس سرہٗ اپنی کتاب خزانۂ جلالی کے سترھویں باب میں لکھتے ہیں کہ سلاطین بنی امیہ نے فرزندان رسول ﷺ کو قتل کیا اور حضرت علی، حسن اور حسین پر لعنت بھیجتے تھے اور رسول اللہ ﷺ کے اہل بیت پر قسم قسم کے مظالم ڈھاتے تھے پس میں ان کو دشمن جانتا ہوں اور ان کو مسلمان نہیں کہتا ہوں بلکہ منافق میں شمار کرتا ہوں۔

حضرت امام زین العابدین بن امام حسین ابن علی کرم اللہ وجہہ

آپ ائمہ اہل بیت میں سے چوتھے امام تھے۔امام زین العابدین کی ولادت جمعہ کے دن پندرہ ماہ جمادی الآخر اور دوسری روایت کے مطابق ماہ شعبان ۳۸ھ میں واقع ہوئی۔واقیات کربلا کے وقت آپ کی عمر شریف ۲۳ سال تھی۔آپ امام حسین کی شہادت کے بعد مسند امامت پر بیٹھے۔محمد حنفیہ بن علی کرم اللہ وجہہ نے ان کی خلافت کے بارے میں اختلاف کیا۔امام زین العابدین نے فرمایا کہ بہتر یہ ہے کہ ہم دونوں خانہ کعبہ میں حجر اسود کے نزدیک چلیں اور اس سے پوچھیں کہ امام زماں کون ہے تاکہ حقیقت حال دونوں پر واضح ہوجائے۔پس دونوں نے حجر اسود کے پاس جا کر یہی سوال کیا حجر اسود حرکت میں آگیا اور فصیح زبان سے کہنے لگا کہ امامت حسین بن علی کے بعد علی بن حسین کو پہنچی ہے اور امام زین العابدین ہیں۔محمد حنفیہ یہ کرامت دیکھ کر امام زین العابدین کی امامت کے قائل ہوگئے۔اور ان کی محبت ان کے دل میں قوی ہوگئی۔تمام امت پر ظاہر ہے کہ عمل و علم نبوی کے وارث اور تصرف ولایت مطلق مرتضوی آپ ہیں۔آپ کا وصال منگل کے دن ہوا۔ ۹۵ھ ولید بن عبدالملک بن مروان کے زمانئے خلافت میں ہوا۔جنت البقیع میں حضرت امام حسن کے پہلو میں دفن ہوئے۔آپ کی عمر شریف ستاون سال تھی آپ کی امامت کی مدت چوبیس سال تھی۔اکثر مورخین کا خیال یہ ہے کہ ولید بن عبدالملک نے اس امام معصوم کو زہر دی۔

حضرت امام محمد باقر بن امام زین العابدین رضی اللہ تعالیٰ عنہ

آپ ائمہ اہل بیت میں سے پانچویں امام ہیں۔آپ کی ولادت جمعہ کے دن تین ماہ صفر اور دوسری روایت کے مطابق یکم ماہ رجب ۵۷ھ کو مدینہ میں ہوئی۔حضرت امام حسین کی شہادت کے وقت آپ کی عمر تین سال تھی اور اپنے والد ماجد امام زین العابدین کی وفات کے وقت آپ کی عمر ۳۸ سال تھی،مسند امامت پر متمکن ہوئے۔آپ کے کمالات اور خوارق عادات اکثر کتب تاریخ میں مذکور ہے آپ امام برحق، جانشین پیغمبر اور کلید حقائق و معارف تھے۔سوموار کے دن ساتویں ماہ ذی الحجہ ۱۱۴ھ کو ہشام بن عبدالملک کے عہد حکومت میں آپ کا وصال ہوا۔آپ کی عمر شریف ستاون سال تھی۔آپ کی امامت کی مدت انیس سال تھی۔آپ کا مدفن جنت البقیع میں امام زین العابدین کے مزار کے پاس ہے۔آپ کے پانچ بیٹے اور دو بیٹیاں تھیں۔

حضرت امام ابوعبداللہ جعفر بن محمد صادق رضی اللہ تعالیٰ عنہ

آپ ائمہ اہل بیت میں سے چھٹے امام تھے۔آپ کی ولادت باسعادت ہفتہ یا اتوار کے دن سترہ ماہ ربیع الاول ۸۳ھ میں ہوئی۔آپ مسند خلافت امامت پر متمکن ہوئے اور دنیا کو زیور ہدایت سے منور فرمایا۔آپ کے کمالات اور خوارق عادات مشرق سے مغرب تک مشہور ہے وہ کرامات وتصرف جو آپ کے آباؤاجداد سے پردے میں تھے آپ سے بلاتکلف ظاہر ہونے لگے۔ اور عجیب وغریب علوم جو وراثتاً آنحضرت ﷺ سے سینہ بسینہ چلے آرہے تھے آپ نے ظاہر کئے۔ حضرت شیخ فریدالدین عطار لکھتے ہیں کہ ایک دن ایک آدمی نے حضرت امام صاحب کے پاس آکر عرض کرنے لگا۔آپ مجھے حق تعالیٰ کا دیدار کرادیں آپ نے فرمایا کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اس قدر کمال کے باوجود جواب لن ترانی سنا۔تو کس طرح خدا کو دیکھ سکے گا۔اس نے کہا کہ کلمہ لن ترانی حضرت موسیٰ علیہ السلام کے لئے صادر ہوا ہے میرے لئے حجت نہیں ہے کیوں کہ میں امت مصطفیٰ ﷺ سے ہوں۔ہمارے پیغمبر علیہ السلام نے حق تعالیٰ کو دیکھا ہے امام صاحب نے فرمایا اچھا دریا کے اندر آ اور صادق صادق کہتا رہ۔پانی جوں جوں اسے نیچے دباتا تھا وہ صادق صادق کہتا تھا جب غرق ہونے کے قریب پہنچا تو تنگ یا اللہ کہنے لگا۔اللہ کہتے ہی اس کے دل کی کھڑکی کھل گئی اور اسے مطلوب کا مشاہدہ ہوگیا۔اور غرق ہونے سے بھی بچ گیا اس کے بعد امام صاحب نے فرمایا جب تم صادق صادق کہہ رہے تھے کاذب تھے جس وقت تم نے اللہ کا نام لیا اور اس سے پناہ طلب کی صادق ہوگئے۔ پندرہ رجب ۱۴۸ھ کو ابوجعفر المنصور کے عہد میں رحلت فرمائی اکثر مورخین کا خیال ہے کہ ابوجعفر المنصور نے آپ کو زہر دی تھی۔آپ کی عمر ۶۸ سال تھی امامت کی مدت ۳۴ سال تھی۔

حضرت امام موسیٰ بن جعفر کاظم رضی اللہ عنہ

آپ ائمہ اہل بیت میں سے ساتویں امام ہیں۔ آپ کی ولادت اتوار ے دن ماہ صفر کی سات ۱۲۸ھ میں منزل ابوالہ جو کہ مدینہ کے درمیان ہے پر ہوئی۔ آپ کو صابر صالح اور امین بھی کہا کرتے تھے۔ آپ کی عمر اپنے والد ماجد کی وفات کے وقت بیس سال تھی کہ مسند امامت پر متمکن ہوئے۔ آپ کے کمالات خوارق عادات بہت ہیں۔ حبیب السیر میں لکھا ہے کہ ایک دن ایک آدمی آپ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اور پرندوں کی سی بولی میں آپ سے باتیں کرنے لگا اس قسم کا کلام پہلے کسی نے نہ سنا تھا۔ امام صاحب بھی اسی زبان میں اس کو جواب دیتے رہے جب وہ چلا گیا تو لوگوں نے دریافت کیا کہ یہ کون سی زبان ہے فرمایا یہ جنوں کے ایک فرقے کی زبان ہے اور بیشک اللہ تعالیٰ امام وقت کو تمام مخلوقات کی زبان سکھا دیا تھا۔ یہ تعجب کی نہیں۔ وعلمہ آدمی الاسماء کلھا یعنی اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کو تمام اسماء کا علم عطا فرمایا۔ آپ نے پچیس ماہ رجب ۱۸۳ھ کو خلیفہ ہارون رشید کے زمانے میں عہد حکومت میں اس دنیا سے رحلت فرمائی۔ آپ کی عمر ۵۵ سال تھی اور آپ کی امامت کی مدت ۳۵ سال تھی۔ اکثر ارباب تواریخ اور سیرت اس بات پر متفق ہیں کہ ہارون رشید کے حکم کے مطابق مسندی بن شا یک یا یحییٰ بن خالد برمکی نے امام بے گناہ کو زہر دی آپ کا مدفن بغداد میں ہے۔

حضرت امام جعفر محمد بن علی رضا رضی اللہ تعالیٰ عنہ

آپ ائمہ اہل بیت میں سے نویں امام ہیں۔ آپ کی ولادت باسعادت جمعہ کی شب پندرہویں یا ترہویں ماہ رمضان ۱۹۵ھ میں مدینہ منورہ میں واقع ہوئی۔ آپ کا اسم مبارک محمد ہے آپ کی کنیت اور نام میں حضرت امام محمد باقر سے مشاہدت رکھتے تھے۔ اس لئے آپ کو ابو جعفر ثانی کہتے ہیں۔ آپ کے القاب نقی جواز اور فانع ہے آپ کی عمر اپنے والد کی وفات کے وقت سات سال اور چند ماہ تھی۔ مسند خلافت پر بیٹھے حدیث میں سعد سعد فی بطن القہ۔ جو سعید ہوا وہ سعید ہوا۔ اپنی ماں کے پیٹ میں آپ کے حق میں صادق آتی ہے آپ کے کمالات اور کرامات بہت ہیں۔ شواہد النبوت میں لکھا ہے کہ امام نقی نے صغیر سنی میں علم و ادب میں عقل ظاہر اور باطن کمالات میں اس قدر ترقی کر لی تھی کہ جس کی اس زمانے میں مثال نہ تھی۔ یہی وجہ سے ہارون رشید خلیفہ وقت امام کا شیدا ہو گیا۔ اور اس نے اپنی لڑکی کا عقد ان سے کر کے ان کے ساتھ مدینہ منورہ روانہ کر دیا۔ خلیفہ ہر سال ہزاروں دینار ان کی خدمت میں بھیجا کرتا تھا جب آپ کوفہ پہنچے آخری دن مسجد میں قیام کیا اس مسجد میں ایک درخت تھا جو ابھی بارور نہ ہوا تھا۔ آپ نے پانی کا کوزہ منگوا کر اس درخت کی جڑ میں وضو کیا اور نماز پڑھنے میں مشغول ہو گئے ایک ساعت میں اس درخت میں پھل نمودار ہوا۔ جو نہایت تر و تازہ شیریں اور بے دانہ تھا۔ آپ کا وصال منگل کے دن چھ ماہ ذی الحجہ ۲۲۰ھ کو خلیفہ معتصم باللہ کے عہد حکومت میں ہوا۔ بعض مورخین کی رائے یہ ہے کہ خلیفہ معتصم باللہ نے امام معصوم کو زہر دی آپ کا مدفن بغداد میں مقبرہ بنی ہاشم کے اندر اپنے دادا امام موسیٰ کاظم کے قریب ہے۔

حضرت امام ابوالحسن علی نقی ابن محمد نقی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

آپ ائمہ اہل بیت میں سے دسویں امام ہیں۔آپ کی والدہ ماجدہ ام فضل بنت خلیفہ ماموں تھیں آپ کی پیدائش مدینہ منورہ ماہ ذی الحجہ ۲۱۰ھ کو ہوئی ایک اور روایت کے مطابق آپ کی تاریخ پیدائش ماہ رجب ۲۱۴ھ ہے آپ کا اسم مبارک اور کنیت حضرت علی کرم اللہ وجہہ اور امام رضا سے مشابہ ہے اسی وجہ سے آپ کو امام ابوالحسن ثانی کہتے ہیں۔آپ کے القاب نقی، ہادی، عسکری، ناصح، توکل، متاح اور مرتضٰی ہیں۔امام ابوالحسن علی نقی کی عمر اپنے والد بزرگوار کی وفات کی وقت چھ سال تھی کہ آپ مسند امامت پر بیٹھے۔آپ سے اس قدر کرامات صادر ہوئے کہ دائرہ تحریر سے باہر ہے وہ علوم لامتناہی جو خانوادہ اہل بیت کو رسول خدا ﷺ کی طرف سے پہنچے تھے۔امام وقت کو مسند امامت پر بیٹھتے ہی اپنے والد بزرگوار کی طرف سے منکشف ہوجاتے تھے۔حدیث پاک الامۃ من بعدی اثنیٰ عشرہ۔میرے بعد بارہ امام ہوں گے، کے مطابق بارہ پشت تک یہ سنت جاری رہی۔ حبیب السیر میں لکھا ہے کہ امام صغیر سنی میں امام نقی سے قسم وقسم کے کرامات ظاہر ہونے لگے تو تمام خلقت ان کی طرف متوجہ ہوئی۔اس سے خلیفہ بغداد متوکل عباسی کے دل میں خوف پیدا ہوا۔اس لئے اس نے حکم دیا کہ امام نقی کو مدینہ سے عراق بدر کیا جائے۔اور سرمن رائے میں کہ جو سامرہ کے نام سے مشہور ہے رکھا جائے۔جب حضرت امام اس وحشت کدہ میں پہنچے تو ان کے ایک محبّ نے کہ جس کا نام صالح ابن سعید تھا امام صاحب سے عرض کیا کہ اے ابن رسول صلعم یہ لوگ تمام امور میں آپ کے خاندان کو حقیر جانتے ہیں اور اس ویران منزل میں جگہ دی ہے، انھوں نے فرمایا کہ ابن سعید تو ابھی اس مقام میں ہے (یعنی عالم اسباب میں پھنسا ہوا ہے) آپ نے اپنے ہاتھ سے

اشارہ فرمایا اس ابن سعید نے دیکھا کہ فوراً اس مقام پر ہرے بھرے باغ بہتی ہوئی نہریں اور بلند محل پیدا ہو گئے۔ یہ دیکھ کر وہ حیرت زدہ ہوا حضرت امام نے فرمایا اے ابن سعید ہم جہاں جائیں یہ سب چیزیں ہمارے ساتھ ہیں اور ہمارے لئے یہ کوئی ویران اور وحشت بھری منزل نہیں ہے۔ شواہد النبوت میں لکھا ہے کہ ایک شخص حضرت امام کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا کہ میری بیوی حاملہ ہے دعا فرما دیجئے کہ لڑکا پیدا ہو آپ نے فرمایا لڑکا پیدا ہو گا اس کا نام محمد رکھنا چند دنوں کے بعد اس کے گھر لڑکا پیدا ہوا جس کا نام انہوں نے محمد رکھا۔

آپ کا وصال سوموار کے دن آخر ماہ جمادی الثانی یا ماہ رجب کی دو تاریخ کو ۲۵۴ھ میں خلیفہ مستنصر بن متوکل کے عہد حکومت میں ہوا۔ ایک روایت یہ ہے خلیفہ مستنصر نے امام معصوم کو زہر دے کر ہلاک کیا اور سامرہ میں دفن کئے گئے آپ کی عمر چالیس سال اور مدت امامت ۳۳ اور چند ماہ تھی۔

حضرت امام ابو محمد حسین بن علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

آپ ائمہ اہل بیت میں سے گیارہویں امام ہیں۔آپ کی والدہ ماجدہ کا اسم گرامی سوسن تھا۔آپ کی ولادت سوموار کے دن دس ماہ ربیع الاول یا ربیع الآخر ۲۳۱ھ اور ایک روایت کے مطابق ۲۳۲ھ کو مدینہ منورہ میں ہوئی۔گیارہویں امام کے نام اور کنیت کی مشابہت حضرت امام حسن بن علی کے ساتھ تھی۔آپ کے القاب ذکی عسکری، خالص دور سراج ہیں۔آپ اپنے والد بزرگوار کی وفات کے وقت ۲۳ سال کے تھے۔دوسری روایت کے مطابق آپ کی عمر ۲۲ سال تھی۔جب اپنے والد کی مسند پر بیٹھے۔آپ کے کمالات وکرامات کا ذکر اکثر کتابوں میں ملتا ہے۔شواہد النبوت میں محمد بن علی ابن ابراہیم بن موسیٰ بن جعفر سے روایت ہے کہ ایک دفعہ ہم افلاس میں مبتلا ہو گئے میرے والد نے کہا آؤ امام عسکری کی خدمت میں چلیں۔اگر آپ مجھے پانچ سو درم دے دیں تو ہمارا کام بن جائے گا۔جب ہم امام عسکری کے دروازہ پر پہنچے۔قبل اس کے ہم کسی سے بات کرتے ان کے غلام نے باہر آ کر کہا کہ علی بن ابراہیم (آنے والے کا نام ہے) اور اس کا لڑکا محمد اندر آ جائیں۔جب ہم اندر گئے تو ہم نے سلام کیا امام صاحب نے فرمایا اے علی تجھے کس چیز نے روک رکھا ہے کہ آج تک ہمارے پاس نہیں آئے۔میرے باپ نے عرض کیا اے میرے آقا مجھے شرم آتی تھی کہ اس حال میں آپ کے سامنے حاضر ہوں۔جب ہم ان سے رخصت ہوئے تو حضرت امام کے غلام نے باہر آ کر میرے والد کے ہاتھ میں پانچ سو درم کا ایک تھیلا دیا اور میرے ہاتھ میں تین سو درم کا تھیلا دیا اس نے کہا کہ اس رقم سے اپنا سامان خریدو لیکن کوہستان کی طرف نہ جاؤ۔بلکہ فلاں جگہ جاؤ کیوں کہ وہاں تجھے کافی نفع ہوگا پس جس جگہ کا اشارہ فرمایا تھا ہم وہاں گئے وہاں میری شادی ہوگئی

اور مجھے ایک ہزار دینار بھی ملے۔شواہد النبوت میں لکھا ہے کہ ایک شخص نے حضرت امام کی خدمت میں آکر اپنی مفلسی کی شکایت کی آپ کے ہاتھ میں ایک چابک تھا جس سے آپ نے زمین کھودی وہاں سے پانچ سو دینار برآمد ہوئے ۔آپ نے وہ رقم اس آدمی کو دے دی۔حق تعالیٰ نے اپنے خزانوں کی چابیاں حضرت امام کے ہاتھ میں دے رکھی تھی جو چاہتے تھے بلا تکلف تصرف فرماتے تھے۔ یہ شواہد النبوت میں لکھا ہے ایک شخص خلیفہ کے قید خانے میں قید تھا۔اس نے اپنی بے بسی اور قید کی گرانی کا حال حضرت امام کو لکھ کر ارسال کیا۔وہ یہ بھی چاہتا تھا کہ حضرت امام سے اپنی تنگ دستی دور کرنے کے لئے کچھ طلب کرے لیکن شرم کے مارے خط میں یہ بات نہ لکھ سکا۔جب وہ خط حضرت امام کی خدمت میں پہنچا آپ نے جواب میں لکھا کہ آج ظہر کی نماز وقت تم اپنے گھر میں پہنچ جاؤ گے۔نیز حضرت امام نے اس کے دل کے خیال سے آگاہ ہوکر اس کے پاس ایک سو دینار بھی خرچ کرنے کے لئے ارسال فرمادیئے۔آپ نے اسے ایک خط بھی لکھا جس میں آپ نے فرمایا کہ تمہیں آئندہ جو ضرورت ہو مجھ سے طلب کرلیا کرو۔آپ کے کمالات اس قدر ہیں کہ دائرہ تحریر سے باہر ہے آپ کا وصال جمعہ کے دن آٹھویں ماہ ربیع الاول ۲۶۰ھ کو خلیفہ معتمد کے عہد حکومت میں ہوا۔تاریخ طبری میں یوں لکھا ہے کہ خلیفہ معتمد نے آپ کو زہر دی اور آپ کو اپنے والد بزرگوار کی قبر کے پاس بمقام سامرہ میں دفن کرایا آپ کی عمر ۲۹ سال امامت کی مدت سات سال تھی۔

حضرت خواجہ کمیل بن زیاد قدس سرہٗ

آپ اپنے زمانے کے شیخ اور کاملین روزگار میں سے تھے۔ آپ حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے مرید وخلیفہ تھے۔ آپ کے کمالات وکرامات بے شمار ہیں۔ آپ کے سلسلہ میں بڑے بڑے اولیاء کرام داخل ہونا فخر سمجھتے تھے۔ حتیٰ کہ خواجہ حسن بصری اپنے کمالات کے باوجود ان سے فیض و صحبت حاصل کرتے تھے۔ شیخ رکن الدین علاء الدولہ سمنانی چہل مجالس میں فرماتے ہیں کہ ایک دن حضرت علی کرم اللہ وجہہ اونٹ پر سوار تھے۔ اور حضرت کمیل زیاد کو اپنے پیچھے بیٹھایا تھا۔ حضرت امیر المومنین کی عادت تھی کہ جب علوم واسرار آپ کے قلب میں موجزن ہوئے اور چاہئے کہ کوئی چیز باہر نکلیں تو حضرت کمیل کے گھر جانے اور ان کو اپنے سامنے بٹھا کر اسرار بیان کرنا شروع کرتے۔ بعض اوقات حضرت کمیل سوال کرتے کہ یا امیر المومنین حقیقت کیا ہے فرماتے تجھے حقیقت سے کیا کام وہ کہتے کہ کیا میں آپ کا محرم راز نہیں ہوں۔ آپ فرماتے کہ بے شک ہو، لیکن جب میرے سینے کی دیگ جوش میں آتی ہے جو کچھ ہوتا ہے تم پر ڈال دیتی ہے اور تجھ جیسے سائل کو محروم نہیں رکھتا ہے اس کے بعد آپ اس قدر اسرار حقائق اور توحید بیان فرماتے تھے کہ قلم لکھنے سے قاصر ہے آپ فرماتے تھے کہ حق تعالیٰ کی عظمت بیان میں نہیں آسکتی کیوں کہ جو چیز بیان میں آجائے وہ دوئی اور غیریت طلب کرتی ہے اور درحقیقت دوئی باطل ہے یہی سن کر کہ حضرت کمیل نے عرض کیا کہ اس سے بھی زیادہ اظہار حقیقت فرمائیں۔ آپ نے فرمایا کہ محو کرنا نام ہے۔ موہوم اور خلاف واقعہ اشیا کے ناچیز کرنے یعنی مٹا دینے کا جو عالم اضافی کا وجود ماسواری اللہ ہے اور بیدار ہونا نام ہے امر معلوم اور محقق کے جاننے کا جو کہ وجود حق تعالیٰ ہے (یہاں مقام فنا وبقا یا سکر وصحو کی

تشریح کی گئی ہے مطلب یہ کہ محویت یا سکر یا فنافی اللہ اسے کہتے ہیں کہ سالک ماسوئی اللہ یعنی تمام اشیائے جن کا وجود وہمی اور اعتباری ہے کہ ناچیز کردے یا مٹادے اور بقاباللہ یا بیدار ہونا یا ہوشیاری یا صحو یہ ہے کہ وجود حق تعالیٰ سے محقق ہو جائے اور غیر غیر نہ رہے۔

(یعنی جب سالک مقام توحید میں پہنچتا ہے تو نور ازلی اس پر خود بخود ظاہر ہو جاتا ہے اور اسے دوسروں سے حقیقت دریافت کرنے کی ضرورت نہیں رہتی) ایک دن حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے فرمایا کہ کمیل میں اور یہاں اپنے سینے کی طرف اشارہ کر کے فرمایا حق تعالیٰ نے بہت علوم رکھے ہیں لیکن میں ان کا اہل کسی کو نہیں پاتا تا کہ اس کے سامنے بیان فرماؤں۔ حضرت خواجہ کمیل بن زیاد تمام غزوات اور ہر وقت حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی خدمت میں حاضر رہے انہوں نے آپ کی شہادت کے بعد گوشہ تنہائی اختیار کر لی اور جو کچھ آپ سے حاصل کیا تھا اس میں مشغول رہے حتیٰ کہ عبدالملک بن مروان کے عہد حکومت ۸۲ھ میں حجاج بن یوسف کے ہاتھ سے جام شہادت نوش فرمایا اللہ تعالیٰ ان پر رحمت کرے۔ (مراۃ الاسرار)

قال علیہ السلام ان فی الھند،، جب کہ امیر معاویہ نے یزید کو اپنا جانشیں بنایا تو حضرت امام حسینؑ نے اپنا ایک وفد ملک اودھ کو بھی بھیجا تھا کہ ہم عرب چھوڑ کر ملک ہند میں بودوباش اختیار کریں گے اس لئے حضرت امام حسینؑ کے ماننے والے شہر اودھ کو ہمیشہ محبت کی نظروں سے دیکھتے رہے ہیں۔

اموی دور حکومت میں جو آل وانصار عرب سے شہر بدر کئے گئے تھے۔ اکثر لوگ غورستان میں پناہ لیتے چلے گئے۔ جب کے حجاج بن یوسف نے ۶۹۰ء میں غورستان پر حملہ کیا اور آل وانصار کو یہودی وسبائی کہہ کر مارا۔ سلطان بہرام گور کے مزار مبارک کو توڑ دیا۔ مردوں کا قتل عام کیا اور حاملہ

عورتوں کے حمل چیر کر بچوں کو مارا۔اس ظلم و بربریت سے شہر بدر ہوکر اکثر لوگوں نے ہند کے مختلف مقامات اودھ، ملتان اور سندھ میں پناہ لی۔ان کے علاوہ حجاج بن یوسف نے بصرہ، بغداد وغیرہ سے جن محمدیوں کو جلاوطن کیا ان میں سے اکثر لوگوں نے ہند میں آ کر پناہ لی۔حجاج بن یوسف کے تین سوسال بعد ۹۹۰ء میں جب کہ محمود غزنوی نے پھر غورستان پر حملہ کر کے سلطان محمد سوری کو قتل کر دیا تو محمد سوری کے بیٹے حسن نامی نے جیل سے فرار ہوکر اجودھیا کی ایک مندر میں پناہ لی اور یہیں بودوباش اختیار کی جو سام کے نام سے مشہور ہوئے۔ان غورستان آل وانصار مہاجروں کے تعاقب میں محمود غزنوی نے کشمیر، ملتان، اودھ، بہرائچ وغیرہ جگہوں پر حملہ کرائے جس میں بہت سے پناہ گزیں اور پناہ دہندوں کو بھی شہید کرایا گیا۔ان محمدی بزرگوں کو ملحد، باطنی، قرامطی وغیرہ کو مشہور کیا ان شہیدوں کے اکثر مزارات اودھ اور اجودھیا میں مشہور ہیں جن کی نشانیاں ابھی بھی موجود ہیں۔

نوٹ:۔شہیدوں کے مزارات کو دیکھ کر ہرگز یہ خیال نہ کرنا چاہئے کہ غیر قوموں نے شاید شہید کیا ہوگا۔بلکہ حقیقت یہ ہے کہ مسلم حکمرانوں نے ان بزرگوں کو شہید کیا ہے (کعبہ کی حقیقت)

۷۸۶

آئینہ در آئنہ کس کا پتہ دیتا ہے

یاد توحید میں جو اپنے کو مٹا دیتا ہے

ایسے بندے کو خدا اپنی زباں دیتا ہے

دار پہ چڑھ کے انا الحق کی صدا دیتا ہے

ذات وحدت میں جب یہ بندہ فنا ہوتا ہے

سارے عالم میں وہی جلوہ نماں ہوتا ہے

کچھ سمجھ آیا تجھے عشق جنوں کی منزل
عبد معبود کے نختے کو ہٹا دیتا ہے
بندۂ حق کی حقیقت کو کوئی کیا سمجھے
قولِ منصور انا الحق کی ندا دیتا ہے
ایک قطرہ کبھی محتاج ہوا قطروں کا
وہی قطرہ اب سمندر کا پتہ دیتا ہے
آج بھی مظہر کی نظر ایسی نظر ہے یا رب
تیری مخلوق کو دامن رحمت کی ہوا دیتا ہے

سعید مظہر

ہماری تصنیفات

۱۔ روداد سفر حج اردو۔

۲۔ مسلک صوفیہ اور تعزیہ شریف اردو۔اول۔

۳۔ مسلک صوفیہ اور تعزیہ شریف ہندی۔

۴۔ مسلک صوفیہ اور تعزیہ شریف اردو۔دوئم۔

۵۔ مسلک صوفیہ اور حج اردو۔اول۔

۶۔ مسلک صوفیہ اور محفل سماع اردو۔اول۔

۷۔ صحبت اولیاء۔اردو۔اول۔

۸۔ جام وحدت نظم۔اردو۔اول۔

۹۔ زبر اور زیر پیش میں مناظرہ اور واردات اسلامیہ۔اردو۔اول۔

منجانب خانقاہ مجتبٰیہ اشرفی شمبھو پٹی، پوسٹ بواریا، تھانہ مہوا، ضلع ویشالی۔ بہار الھند۔

ZABAR ZER PESH MEN MONAZRA AUR WARDAT-E-ISLAMIA

By

Sufi Saeed Mazhar Ashrafi Qadri Chishti Sabri